فارسی زبان کی پہچان

(فارسی زبان کی تاریخ دوسری زبانوں اور دورِ جدید کے اس پر اثرات)

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
ممتاز پروفیسر

جی سی یونیورسٹی لاہور

فارسی زبان

کی

پہچان

(فارسی زبان کی تاریخ' دوسری زبانوں اور دورِ جدید کے اس پر اثرات)

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
ممتاز پروفیسر
جی سی یونیورسٹی لاہور

نام کتاب : فارسی زبان کی پہچان

ناشر : خانۂ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران ۔ لاہور

پرنٹر : طیبہ پرنٹرز

سال اشاعت : ۲۰۱۵ء

ضخامت : ۱۱۵ صفحات

قیمت : ۳۵۰ روپے

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش گفتار

جایگاه برجسته و کم مانند زبان فارسی در میان پیوندهای استوار و رنگارنگ فرهنگی ایران و پاکستان نه تنها بر کسی پوشیده نیست، که به باور آشنایان با کارنامه و پس افکند این زبان در شبه قاره ی پاک و هند ، زبان فارسی هم پیوند آفرین است و هم پیوند آرا و امروز نیز شاه کلید گنجینه ی فرهنگی پاکستان می باشد. مگر می شود بی دانستن زبان فارسی در پی دریافت درست پیام اقبال بود؟ مگر می توان بر زبان فارسی چشم پوشید و نوش سخنان دل نشین بزرگان این مرز و بوم را چشید؟

بی گمان این جایگاه بلند و پر کشش زبان فارسی است که بسیاری از فرهیختگان و اندیشمندان این سرزمین را از بامداد پیدایش پاکستان تا امروز بر آن داشته تا اندیشه بر سر آن نهند و خامه در وصفش بدوانند.

دکتر ظهیر احمد صدیقی نامور مردی از این کاروان است که امروز گلی دیگر در گلستان زبان فارسی نشانده است تا فارسی پژوهان و دانش جویان زبان و ادبیات فارسی از آن بهره برند و بیش از پیش با شاه کلید گنجینه ی ارزشمند نیاکان خود آشنا شوند.

اکبر برخورداری

رئیس خانه فرهنگ جمهوری اسلامی ایران لاهور

اسفند ماه ۱۳۹۳ خورشیدی

مارس ۲۰۱۵ میلادی

پیش گفتار

ایران و پاکستان کے درمیان گہرے، پائدار اور کئی جہات پر مبنی تہذیبی و تمدنی روابط کے قیام میں فارسی زبان کا کردار کسی سے اوجھل نہیں، بلکہ برصغیر میں اس زبان کی اہمیت و اثرات سے آشنا اہل علم و دانش اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ فارسی ہی نے ان روابط کو قائم کیا اور انہیں برقرار بھی رکھا۔ عصر حاضر میں بھی پاکستان کے تہذیبی خزانے کی شاہ کلید فارسی ہی ہے۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ فارسی زبان سے آشنائی کے بغیر علامہ اقبالؒ کے پیغام کی حقیقت کو سمجھا جا سکے؟ کیسے ممکن ہے کہ فارسی زبان سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس سر زمین کے عظیم اسلاف کے دلنشین کلام سے لطف اندوز ہوا جا سکے؟

بلاشبہ یہ فارسی زبان کی عظمت اور کشش ہی ہے کہ جس نے پاکستان میں آزادی کی صبح کے طلوع ہونے سے لے کر آج تک اس سرزمین کے اہل ادب کو ہمیشہ اس بات پر مائل رکھا ہے کہ وہ اس کہ اہمیت کو سمجھیں اور ان کے وصف میں خامہ بہ دست رہیں۔

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی اس کاروان علم کی ایک نامور شخصیت ہیں جنہوں نے فارسی زبان کے گلستان میں ایک نیا پھول کھلایا ہے تاکہ فارسی زبان کے محقق اور دانشور اس سے مستفید ہوں اور اسلاف کے گراں قدر خزانے کی شاہ کلید سے بھی مزید آشنا ہو سکیں۔

اکبر برخورداری

ڈائریکٹر جنرل و ثقافتی نمائندہ

خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران۔ لاہور

فارسی زبان کی پہچان

فہرست مطالب

دیباچہ

ایران و پاکستان ہمسایہ بھی ہیں، ہم مذہب بھی ہیں کہ دونوں اسلام کے شیدائی ہیں، دونوں کی تہذیب وتمدن میں بھی گہری مماثلت ہے، دونوں کے سیاسی ،اقتصادی، سماجی اور فوجی مسائل بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے حالات سے آشنا رہیں اور خصوصی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور مل کر اتحادِ اسلامی کو فروغ بخشیں۔ ہماری زبان اور ہمارے ادب کی قربتیں بے مثال ہیں، ہماری اردو زبان میں تقریباً 70 فیصد الفاظ فارسی کے ہیں، ہمارے ادب کی تقریباً تمام اصناف سخن خواہ وہ نثر کی ہوں یا نظم کی فارسی ادب ہی سے لی گئی ہیں ___ ویسے بھی جو اردو کے الفاظ مقامی زبانوں یعنی ہندی یا سنسکرت سے لیے گئے ہیں بہت سے تو فارسی ہی کی ایک صورت لیے ہوئے ہیں جیسے۔

سنسکرت	فارسی	
باپ	باب	(پدر)
بھار	بار	(بوجھ)
بھوم	بوم	(زمین)
پُتر	پور	(بیٹا)
جال	جال	(دام)
دوہتر	دختر	(بیٹی)
گئو	گاؤ	(گائے)
نیا	نو	(نیا)

آریائی قوم (3000 سال ق م) ایران میں بھی بسی اور ہندوستان (و پاکستان) بلکہ یورپ میں بھی یہی لوگ آباد ہوئے' اسی لیے ایران و ہند میں زبان کی مماثلتیں موجود ہیں۔ جب عرب اسلام لے کر ایران میں آئے تو عربی زبان کا اثر اس وقت کی ایرانی زبان پر ہوا' نہ صرف عربی الفاظ فارسی میں رائج ہوئے بلکہ رسم الخط بھی تبدیل ہو گیا۔ عربی رسم الخط ''نسخ'' تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ نستعلیق (جو نسخ اور تعلیق کا مجموعہ ہے) بن کر ایران کا رسم الخط ہو گیا' جو اردو رسم الخط بھی بنا۔

ایران و پاکستان کے علاقے میں زبان کی قربت قدیم زمانے ہی سے موجود ہے' اسی حوالے سے فارسی زبان کی پہچان کی اہمیت مسلم ہے' اسی مقصد کے لیے یہ کتاب ''فارسی زبان کی پہچان'' لکھی گئی ہے۔

ظہیر احمد صدیقی

فارسی زبان کی پہچان

''فارسی زبان کی پہچان''

الفاظ کے وجود میں آنے کے بارے میں محققین کے مختلف نظریات

ہر زبان الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے اور الفاظ کیسے وجود میں آئے؟ اس باب میں محققین کے مختلف نظریات ہیں:

۱۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ الفاظ یا زبان کے وجود کی بنیاد ایک خاص انسانی ملکہ یا سرشت ہے۔

۲۔ ایک یہ نظریہ ہے کہ ایک گروہ یا ایک جماعت کے باہمی اتفاق سے الفاظ بنتے ہیں گویا ایک علاقے کے رہنے والے کسی چیز یا کسی جذبے کو ایک خاص نام دے دیتے ہیں یا اس کے لیے ایک لفظ مختص کر لیتے ہیں اور یوں زبان وجود میں آجاتی ہے۔ فرڈی نانڈ ڈی ساسیو (Ferdinand De Saussure) کی نظر میں لفظ ایسا مظہر نہیں جو اشیا سے مطابقت رکھتا ہو اگر ایسا ہوتا تو تمام دنیا میں ہر شے کا ایک ہی نام ہوتا، ہم روٹی کو ہر زبان میں روٹی ہی کہتے، جبکہ ہر زبان میں روٹی کے لیے علاحدہ لفظ ہے، یوں لفظ تو نشان ہے (Sign) ہے جیسے سبز رنگ سے مراد ٹریفک کے نشان کے طور پر ''جائیے'' ہے، یہ سبز رنگ کے اصلی معنی نہیں ہم نے ان معنی کو ٹریفک کے لیے وضع کیا ہے، ہم زرد نشان کو یا سرخ نشان کو بھی ''جائیے'' کے لیے وضع کر سکتے تھے۔

۳۔ ہندو اہلِ دانش کی نظر میں لفظ کی سب سے بڑی طاقت اس کی معنویت ہے۔لفظ (شَبدْ) اور معنی (ارتھ) کے رشتے کے بارے میں مختلف نظریات ہیں، ہند کے فلسفۂ میماسہ (Mimasa) کے ماننے والوں کا خیال ہے کہ یہ رشتہ فطری ہے (میماسہ ہندوستان کے مذاہبِ فلسفہ میں سے ایک فلسفہ شمار ہوتا ہے، اس فلسفہ کے مرتبین کے نزدیک کتبِ وید قدیم، ازلی اور ابدی ہیں، اس فلسفہ کے ماننے والوں کو ایک طور سے اہلِ روایت بھی کہا جا سکتا ہے) جبکہ ہندوستان کے فلسفۂ نیائیہ کے مطابق یہ رشتہ فطری نہیں بلکہ رسمی اور روایتی ہے یعنی لفظ کے معنی فی نفسہٖ موجود نہیں (الہامی یا فطری نہیں) بلکہ یہ رواج اور رسم سے طے ہوتے ہیں۔ (فلسفہ نیائے کی بنیاد منطق و استدلال پر ہے، یوں اُنھیں اہلِ منطق کہا جا سکتا ہے)۔

۴۔ ایک یہ نظریہ بھی ہے کہ زبان عطیۂ ربانی ہے یعنی زبان کا وجود الہامی ہے انسان کی ایجاد نہیں ــــ لیکن مغرب نے اس نظریے کو قبول نہیں کیا ــــ سب سے پہلے ہرڈر (JOHANN GOTTFRIED .HERDER وفات 1803ء) نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زبان کسی مافوق الفطرت ہستی کا عطیہ نہیں بلکہ انسان کی اپنی کاوش اور جدوجہد کا نتیجہ ہے، اس کے خیال میں انسان کی زبان اتنی ناقص اور نامکمل ہے کہ اسے قادرِ مطلق سے منسوب کرنا اس کی شان کاملیت کی نفی کرنا ہے' اس لیے صاف ظاہر ہے کہ زبان انسانی ضرورتوں اور انسانی فطرت کی پیداوار ہے، خدا کی ایجاد نہیں۔

ہرڈر کے زمانے تک چونکہ تقابلی لسانیات کا علم وجود میں نہیں آیا تھا اس لیے

اس کا یہ دعویٰ کہ زبان انسان کی ایجاد ہے، ثبوت کو نہ پہنچ سکا۔ 1786ء میں سرولیم جونز نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے تیسرے سالانہ اجلاس میں اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا کہ سنسکرت کا یونانی لاطینی اور قدیم فارسی سے گہرا رشتہ ہے، جس نے لسانیات کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ سرولیم جونز نے سب سے پہلے آریائی گروہ کی بڑی بڑی زبانوں میں باہمی مماثلت اور ان کے ایک ماخذ سے مشتق ہونے کا نظریہ پیش کیا تھا۔

فریڈرک شلیگل (Friedrich Schlegel _ وفات1829ء) نے 1808ء میں ایک کتاب ''اہلِ ہند کی زبان اور حکمت'' نامی شائع کی اور تقابلی لسانیات کی اصطلاح وضع کی، دوسری زبانوں سے سنسکرت کی مطابقت اور مماثلت واضح کی۔ (پرویز ناتل خانلری، زبان شناسی وزبان فارسی، ص ۴۷)

فرانز بوپ(Franz Bopp _ وفات1867ء) نے ''فارسی اور یورپی زبانوں کا سنسکرت سے موازنہ'' سے متعلق کتاب شائع کی۔ اس کتاب میں بوپ نے دلائل سے اس بات کو ثابت کیا کہ سنسکرت، فارسی اور مشہور یورپی زبانوں کا ماخذ کوئی ایک ہی زبان ہے، جسے قدیم آریائی زبان کہا جا سکتا ہے۔

امریکی ماہرینِ لسانیات ولیم وھٹنے (وفات 1894ء) اور میکس مولر (وفات 1900ء) دونوں فرانز بوپ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے لسانیات کے موضوع پر گذشتہ تمام کاوشوں کو مرتب کیا اور لسانیات کے علم کو باقاعدہ سائنس کے طور پر پیش کیا۔ ولیم وھٹنے کی دو کتابیں ہیں: (۱) زبان اور اس کا مطالعہ۔ (۲) زبان کی پیدائش اور اس کی نشوونما ___ میکس مولر کی بھی لسانیات پر ایک کتاب ''علم اللسان'' کے موضوع پر ہے۔

میکس مولر اور ولیم وھٹنے دونوں اس نظریے کے حامی تھے کہ انسان اور حیوان کے درمیان سب سے بڑی حدِ فاصل زبان ہے لیکن ڈارون نے اس خیال کی تردید کی اور مثالیں دے کر واضح کیا کہ جانور بھی اپنے تاثرات کے اظہار کے لئے مختلف قسم کی آوازوں کو کام میں لاتے ہیں اور اپنی نوع کے جانوروں کی آوازوں کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں کہ آیا یہ خطرے کا الارم ہے یا کھانے کی دعوت ہے۔ ڈارون نے کہا تھا کہ انسانی زبان اور حیوانوں کے بولنے میں فرق نوعی حیثیت کا نہیں بلکہ یہ فرق صرف درجے کا ہے، جو محض ذہنی نشوونما کے درجے پر انحصار رکھتا ہے۔ اسی لیے ہم چیونٹیوں کی زبان اور مکھیوں کی زبان جیسی اصطلاحیں قبول کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔

موسیو ڈی کیمپلن M. D. Camplon نے 1792ء میں اپنی کتاب ''زبان کے میکانیکی پہلو'' کے بارے میں شائع کی تھی' اس کے خیال میں انسانی زبان اشاروں کے ذریعے اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کا طریقہ ہے۔ اگرچہ ہم اس میں بجائے ہاتھوں کے ہونٹ، زبان اور منہ کو کام میں لاتے ہیں۔ اسی خیال کو مزید وضاحت کے ساتھ ڈاکٹر رے (Dr. Ray) نے 1862ء میں چودہ ہزار الفاظ کی جانچ پڑتال کے بعد یوں پیش کیا کہ بولے جانے والے الفاظ کی قدیم صورت محض کسی سرزد ہونے والے فعل کا چربہ تھے جس میں ہونٹ، زبان اور منہ کے ذریعے کسی شے یا فعل کی نقل اتارنے کی کوشش کی گئی تھی۔ قدیم ترین زبان صرف ایک رکنی الفاظ پر مشتمل تھی، ان الفاظ سے حرکت کا اظہار کیا جاتا تھا۔

الفریڈ رسل ویلس (Alfred Russel Walis_ وفات 1895ء) نے انگریزی زبان کے متعلق ایک مضمون میں اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ زبان، ہونٹ اور چہروں کے اشاروں اور تاثرات کا الفاظ کی بناوٹ سے گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم Up کہتے ہیں تو ہمارا جبڑا اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے اور جب ہم Down کہتے ہیں تو جبڑا نیچے کی طرف آتا ہے اور حقیقت میں یہی اشاراتی پہلو سب سے بڑا عنصر ہے، جس نے شروع میں انسانی زبان کی تخلیق میں سب سے زیادہ حصہ لیا (اسی طرح جب ہم اردو میں بھی اوپر کہتے ہیں تو ہمارا جبڑا اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے اور جب ہم نیچے کہتے ہیں تو ہمارا جبڑا نیچے کی طرف حرکت کرتا ہے)۔

زبان کے اس اشاراتی ماخذ کے نظریے کو سائنس کی صف میں سب سے پہلے لانے والے پروفیسر الیگزنڈر جوہانسن (AlexanderJohannesson) ہیں، انھوں نے 1943ء میں ماہرینِ لسانیات کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ''آریائی ماخذ کی زبانوں کے تقریباً ڈھائی ہزار الفاظ کے گہرے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان میں سے ایک بڑے حصے کا ماخذ منہ کے وہ اشارے ہیں جن میں کوئی فعل سرانجام دیتے وقت ہاتھ کی حرکات وسکنات کی نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہوتی ہے''۔

اس نظریے کی وضاحت کے لیے لفظ کاٹ جو اردو کا ہے مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ جب ہم اس کے پہلے حصے (کا) کی آواز نکالتے ہیں تو جبڑا اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے اور ٹ کی آواز نکالنے سے نیچے گرتا ہے، جیسے کلباڑے کو ہوا میں اچھالا جاتا ہے اور پھر کھٹ سے درخت کے تنے پر دے مارا جاتا ہے یہ تھا

زبان کے وجود میں آنے کے باب میں مغربی مفکرین کے نظریات کا خلاصہ۔

۵۔ ایک یہ نظریہ بھی ہے کہ انسان زمین پر خلیفہ یا نائب خدا ہے، صاحبِ عقل و فہم ہے اور امانتِ الٰہی کا حامل ہے، اسے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے، زندگی کے وسیع مطالب بیان کرنے، انھیں خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لیے ایک زبان (یعنی اظہارِ خیال کے ذریعے) کی ضرورت تھی سو وہ انسان نے خداتعالیٰ کی عطا اور نعمت سے حاصل کر لی۔ قرآن کہتا ہے کہ زبان کی نعمت عطائے خداوندی ہے خَلَقَ الْإِنسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (سورہ الرحمٰن، آیات ۳و۴) خداتعالیٰ نے انسان کی تخلیق بھی کی اور اسے مافی الضمیر بیان کرنے کی صلاحیت بھی دی یعنی زبان بھی عطا کی، یہ آیات بھی اسی حقیقت کو پیش کرتی ہیں:

(الف) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا. (سورہ بقرہ، آیت ۳۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تمام اشیا کے نام سکھائے۔

(ب) وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ (سورہ روم، آیت ۲۲) یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے زمین و آسمان پیدا کیے اور انسان میں زبانوں اور رنگوں کا اختلاف پیدا کیا۔

(ج) اور خاص طور پر یہ آیت: وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ (یعنی اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے قائم و ثابت رکھتا ہے) (سورہ ۴۲، آیت ۲۴) کلمات (الفاظ) کی اہمیت کو پیش کرتی ہے،

اس کے علاوہ قرآنِ پاک میں اقرا، کتاب، علم وعقل اور فکر وحکمت کے الفاظ اوران کے مشتقات بہت بار آئے ہیں جو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ افکار اور الفاظ (کلمات) کی اہمیت بہت زیادہ ہے__ کلمات یعنی الفاظ افکار کی نمائندگی کرتے ہیں کہ انسان سوچتا ہے اور اپنی سوچ کو الفاظ کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچاتا ہے، اسی لیے انسان کو حیوانِ ناطق کہا جاتا ہے۔ مولانائے روم نے کہا تھا کہ اے انسان تو تمام تر سوچ اور فکر ہے۔

ای برادر تو همه اندیشه ای

لفظ بلکہ ہر بامعنی لفظ کو کلمہ کہا جاتا ہے اور کلمہ دین اسلام پر ایمان لانے کی بنیاد بھی ہے اور کلمہ لفظ ''کن'' بھی ہے' جو کائنات کی تخلیق کا سبب ہے، سارے انسانوں کے وجود بلکہ ہر چیز کے وجود کی بنیاد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کلمۃالطیبہ ہے جو ایک شجرِ طیبہ کی طرح ہے جس کی جڑیں بہت محکم ہیں اور جس کی شاخیں آسمانوں تک بلند ہیں۔ کَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِيْ السَّمَاءِ (سورہ۱۴، آیت۲۴)۔

ان مذکورہ مختلف نظریات کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت سب ہی اہل فکر ونظر تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے پہلے اشاروں سے اپنے مافی الضمیر یا اپنے دل کی بات کو دوسروں تک پہنچایا، پھر اسی بات کو تصویروں کے ذریعے سے ظاہر کیا۔ جیسے قدیم زمانے میں مصر کے لوگ دوستی کے لیے کبوتر، دشمنی کے لیے سانپ، جنگ وجدل کے لیے شیر یا چیتا، امن وسلامتی کے لیے بکری یا بھیڑ، خوشی اور شادمانی کے لیے عورتوں مردوں کے باہم رقص کی تصاویر بنا کر اپنے خیالات وجذبات کو پیش کرتے

تھے۔قدیم ایران میں آنکھ کی تصویر دیکھنے کے لیے اور دو بازوؤں کی تصویر جنگ کے لیے پیش کی جاتی تھی، اسی طرح انصاف کے تصور کو شترمرغ کے پر سے پیش کیا جاتا تھا اور پھر آہستہ آہستہ انسان نے ہر بات کے لیے لفظ متعین کیے اور زبان وجود میں آ گئی ___ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسان کے چہرے کے تاثرات جو بہت حد تک فطری ہیں، جذبوں کے اظہار کی بنیادی صورتیں ہیں، خوشی کی حالت میں یا خوش خبری سن کر انسان کا چہرہ خود بخود کھِل اُٹھتا ہے، غصے کی حالت میں چہرہ خود بخود سرخ ہو جاتا ہے اور خوف کی صورت میں انسان کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔آنکھوں کی اپنی زبان ہے، غصّے میں بھی، خوشی کے موقع پر بھی، دوستانہ جذبوں کے اظہار کی صورت میں بھی اور ہر ذی شعور اس زبان کو سمجھتا ہے ___ بچہ روتا ہے تاکہ اسے دودھ دیا جائے کہ بھوکا ہے، جھنڈا بلند کرنے یا سمندر میں رات کے وقت روشنی سے بھی پیغامات پہنچائے جاتے ہیں __ اظہارِ خیال کی ان تمام مذکورہ صورتوں میں زبان کا وجود سب سے اہم ہے، جو انسان کی سب سے بڑی کاوش ہے اور خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور ہاں زبان کے ساتھ سماعت و ذہانت (سننے کی صلاحیت اور سمجھنے کی صلاحیت) ابلاغ (Communication) کے اہم رکن ہیں کہ بات کو سننا، بات کو سمجھنا اور بات کرنا وہ انسانی صفات ہیں جو انسانیت، تہذیب وثقافت اور ادب وشعر کی نشو ونما کے لیے بنیاد مہیا کرتی ہیں۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب زبان فطرتِ انسانی کی تخلیق ہے تو زبانیں مختلف کیوں ہیں؟ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ جغرافیائی احوال بھی زبانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض علاقے یا ممالک کے لوگ بعض حروف نہیں

بولتے، جیسے عربی زبان میں حروف پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ اور گ نہیں ہیں، فارسی میں بھی حروف ٹ، ڈ، ڑ نہیں ہیں، اسی طرح انگریزی اور ہندی زبان میں کچھ حروف نہیں ہیں۔ ویسے بھی الفاظ فطری جذبوں کو فطری طور پر پیش نہیں کرتے ورنہ ساری زبانوں کے الفاظ ایک جیسے ہوتے، یہ تو ایک علاقے کے لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے الفاظ تراش لیے گویا الفاظ تانبے، چاندی یا سونے کے سکوں کی طرح یا کاغذ کے نوٹوں کی طرح ہیں' جس طرح لین دین میں سکّے یا نوٹ سہولت پیدا کرتے ہیں' الفاظ بھی جذبوں کے اظہار یا مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لیے سہولت مہیا کرتے ہیں۔ مختصر یوں کہ بولنے کی صلاحیت خداداد ہے اور مافی الضمیر کو پیش کرنے کی صورت (وہ الفاظ (یعنی زبان) جن سے مافی الضمیر پیش کیا جاتا ہے) انسانی تخلیق ہے جس کی ساخت بہت حد تک جغرافیائی ماحول کی تابع ہے۔

☆☆☆

الفاظ کی ساخت کے لحاظ سے زبان کی اقسام

الفاظ کی ساخت کے لحاظ سے زبان کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ قسمِ اول

وہ زبانیں ہیں جو یک ہجائی ہیں۔ اس قسم کی زبانوں کو زبان ہائے ریشگی بھی کہتے ہیں' چونکہ ان زبانوں کے لغات یک ریشہ ہوتے ہیں ____ (یعنی ایک ریشہ (یعنی بنیاد) رکھتے ہیں) ان کے شروع میں یا آخر میں کوئی حرف بھی نہیں بڑھایا جاتا، زبانوں کی اس قسم سے چینی زبان کا تعلق ہے' یک ہجائی زبانوں میں الفاظ کا ذخیرہ محدود ہوتا ہے۔

۲۔ زبانوں کے دوسری قسم کو زبان ہائے ملتصق (باہم پیوستہ) کہتے ہیں۔ یہ زبانیں یک ہجائی نہیں چونکہ ان زبانوں کے الفاظ میں اتصاق کرتے (ملاتے) وقت اصلی لفظ پر کسی حرف کا اضافہ کیا جاتا ہے لیکن اصلی لفظ حرف کے بڑھانے سے تبدیل نہیں ہوتا' جو کچھ اس پر اضافہ کیا جاتا ہے' وہ لفظ کے آخر میں لگا دیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جن کی زبان کو ملتصق کہتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں: مغل' تاتار' ترک' سائبیرین اور دشت قبچاق کے باشندے، جاپان کے رہنے والے، ہندوستان کے قدیم باشندے ڈراوِیڈین، امریکہ کے قدیم باشندے اور آسٹریلیا کے اصلی باشندے۔

۳۔ زبان کی تیسری قسم پیوندی ہے' ان زبانوں میں لفظ کے اصلی مادے پر کچھ اضافہ کیا جاتا ہے' جو اضافہ نہ صرف آخر میں بلکہ شروع میں بھی ہوتا ہے، یوں کہ لفظ کا مادہ اس اضافے کی وجہ سے تبدیل ہو جاتا ہے یعنی لفظ کا مادہ اپنے اضافے کے ساتھ بدل جاتا ہے جبکہ زبان ملتصق میں لفظ کا مادہ حرف کے اضافے کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا، زبان ہائے پیوندی مندرجہ ذیل ہیں:
سامی زبانیں' عربی' عبرانی' سریانی' فنیقی' بابلی' آشوری' یورپ اور ہندوستان کی آریائی زبانیں، ایران کی آریائی زبان (فارسی)، یونانی زبان اور روسی زبان۔

علمائے زبان شناسی کا خیال ہے کہ زبانوں کی تیسری قسم یعنی زبان پیوندی درحقیقت زبان کی پہلی دونوں اقسام سے ترقی یافتہ ہے یعنی پیوندی زبانیں اپنے کمال کو پہنچ گئی ہیں۔

زبان فارسی

فارسی وہ زبان ہے جو ایران ،افغانستان ،تاجکستان میں اور پاکستان‘ قفقاز‘بین النہرین کے کچھ علاقوں میں بولی جاتی ہے۔اس زبان میں اس علاقے کا ادب ہے۔ فارسی زبان مذکر ومونث نہیں رکھتی‘اس میں خنثی اور تثنیہ بھی نہیں ہیں۔ایران کی سرزمین جومشرق میں خوزستان سے لے کرتبت اور چین کے صحرا تک اورجنوب مشرق میں پنجاب تک اورجنوب میں خلیج فارس اوربحیرہ عمان اورسندھ تک اورشمال میں روس کی سرحدوں اوریونان کے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی‘اس علاقے کے لوگ اُس زبان میں گفتگوکرتے تھے جوآج کی فارسی زبان کی اصل اوربنیاد ہے۔

محققین کا یہ خیال ہے کہ میلادِمسیح سے تین ہزارسال قبل ایک قبیلہ آریاؤں کی سرزمین ’’وسط ایشیا‘‘ سے‘جوان کا اصلی وطن تھا‘نکلا اوراس میں سے ایک گروہ ایران ،ایک گروہ ہندوستان اورایک گروہ یورپ چلا گیا اوران ممالک میں کھیتی باڑی اورگلہ بانی میں مصروف ہوگیا‘آج ایران وہندوستان (پاکستان) اوریورپ کے عوام کی زبان دراصل اسی قدیم آریائی قبیلہ کی شاخیں ہیں‘پھر ہرشاخ نے نئی شاخیں نکالیں اور ہر شاخ ایک تناور درخت بن گئی۔

☆☆☆

اسلام سے پہلے ایران میں رائج زبانیں

ایران میں اسلام سے پہلے مندرجہ ذیل چار زبانیں رائج رہی ہیں:

۱۔ زبانِ مادی

۲۔ زبانِ اوستائی

۳۔ پارسیِ باستان

۴۔ زبانِ پہلوی

۱۔ **زبانِ مادی:**

زبانِ مادی ایران کی قدیم ترین زبان ہے' ماد ایک قوم کا نام ہے' یہ قوم آریائی قبیلے سے تعلق رکھتی تھی اور ایران کے شمال و مغرب میں سکونت پذیر تھی۔ اس قوم کا نام آشوری کتبوں یا یونانی تحریروں میں ملتا ہے' شاہانِ ماد کا کوئی کتبہ یا تحریر موجود نہیں۔

ماد قوم نے آٹھویں صدی قبلِ مسیح میں سب سے پہلے ایران میں سلطنت تشکیل دی' ان کا پایۂ تخت ہمدان تھا' قومِ ماد کے شاہی خاندان کا بانی ''دیاکو'' (یا جسے دیوکس یا دیاکوہ یا مردکوہ یا گاہ مرد یا گیومرث بھی کہا جاتا ہے) تھا' اس خاندان کی حکمرانی کے دور کا سب سے اہم واقعہ ۶۱۲ قبلِ مسیح میں نینوا کی فتح تھی (محمد معین، مقدمہ برہان قاطع، ص چہاردہ (۱۴) صفا' تاریخ علوم وادبیات ایرانی' ص ۱۰۰' پرویز ناتل خانلری' زبان و زبان شناسی ص ۴۵)) ___ ھرودوٹس (پانچویں صدی ق م) نے لفظ Spaka بمعنی سگ کو مادی زبان ہی سے نقل کیا ہے۔ بقول ھرودوٹس ''سپاکو'' کوروش اول کی دایہ کا نام تھا' مادی زبان میں سپاک سگ کو کہتے تھے اور واو حرف تانیث ہے (سپاکو یعنی کتیا)۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بتصریح حمزہ اصفہانی سگ یا سک یا سپاہ کے معنی ایک ہی ہیں یعنی شجاع' اسی

سے سکستان اور اسپاہان (یعنی بہادروں کی سرزمین) بنے (بہار سبک شناسی ص ص ۴،۵)

پارسی باستان (فارسی ہخامنشی) نے بھی چند الفاظ ماد قوم کی زبان سے لیے ہیں۔ لفظ Vispazana جس کے معنی ہیں ھمہٴ مردم اور لفظ Pairi-daeza اوستا اور پارسی باستان میں مادی زبان کے الفاظ ہی ہیں ـــ Pairi-daeza کے معنی احاطہ یا گول قلعہ اور مجازاً باغ کے ہیں، ارمنی زبان کا لفظ پاردوس بمعنی باغ'' ''پالیز فارسی'' اور'' فردوسِ عربی'' اس لفظ کی مختلف صورتیں ہیں۔ (بہار سبک شناسی ص ص ۵-۴۔ محمد معین مقدمہ برہان قاطع ص ص ۱۵-۱۴)

۲۔ زبان اوستائی:

اوستایی زبان وہ زبان ہے جس میں زرتشت کی مذہبی کتاب اوستا ہے، اس زبان میں صرف اوستا ہی ہے کوئی اور کتاب نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زبان بلخ میں بولی جاتی تھی، جہاں زرتشت نے گشتاسب بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی، بعض محققین کا خیال ہے کہ زبانِ اوستا ایرانویج کی زبان تھی۔ قدیم زمانے میں ایرانویج مشرق ایران یعنی خوارزم کے علاقے کو کہا جاتا تھا ـــ زبانِ اوستا ایران پر سکندر کے حملہ کے بعد تقریباً ناپید ہو گئی تھی (زہرہ زرشناس، میراث ادبی روایی در ایران باستان ص ۳۰)۔ محققین کا خیال ہے کہ اوستا دراصل ''ایستاک'' یا ''اوستاک'' ہے جس کے معانی محکم بھی ہیں، ستایش و نیایشِ خدایان بھی ہیں، معرفت و خردمندی بھی ہیں اور متن واساس بھی ہیں۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران میں جلال ہمایی نے اوستا کے معنی قاعدہ و قانون کے لکھے ہیں۔ اوستا کتاب اوستایی خط میں لکھی ہوئی تھی۔ قدیم ایران کے لوگ خط میخی کے علاوہ ایک اور خط بھی استعمال کرتے تھے، جسے خطِ اوستی کہتے ہیں۔ اس خط کو دائیں سے

بائیں جانب لکھتے تھے (ذبیح اللہ صفا' تاریخ علوم وادبیات ایران' ص ۱۰۳) کتاب اوستا چھٹی صدی قبل مسیح میں خطِ دین، دبیری میں لکھی گئی تھی' اس خط کو مذہبی پیشواؤں نے ایجاد کیا تھا ___ اوستایی زبان دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں شمار ہوتی ہے اور اپنی قدامت کے لحاظ سے سنسکرت اور ویدوں کی زبان کے برابر سمجھی جاتی ہے (ڈاکٹر محمد معین، مقدمۂ برہان قاطع، ص ۵)

اوستا کے ترجمے کو زند کہتے ہیں (لفظ زند درحقیقت آزنتی AZANTI ہے جس کے معنی ترجمے کے ہیں)' زند سے مراد وہ پہلوی کتابیں ہیں جن میں اوستا کا پہلی بار ترجمہ ہوا۔ پھر زند کا بھی ترجمہ ہوا' جسے پازند کہا جاتا ہے (پازند درحقیقت پات زند کا مخفف ہے' پات ایک سابقہ ہے جس کے معنی دوبارہ کے ہیں' یوں پازند کے معنی دوبارہ ترجمے کے ہیں)۔ پازند سے مراد وہ صحیفے ہیں جن میں زند کا ترجمہ اوستائی خط میں فارسی دری زبان میں کیا گیا تھا' اس لیے خط اوستائی کو خطِ پازند بھی کہا جاتا ہے۔ اوستا کا ایک حصہ ان گیتوں پر مشتمل ہے جو اهورامزدا اور دوسرے خداؤں کی تعریف میں کہے گئے تھے' اس حصہ کو گاتھا یا گات یا گاتان کہتے ہیں اور یہ اوستا کا قدیم ترین حصہ ہے اور اس کا عمدہ حصہ زردشت کی باتوں پر مشتمل ہے۔

اوستا کا کچھ حصہ وقت کے ہاتھوں ضائع ہو گیا تھا' جو حصہ اس وقت باقی ہے وہ پانچ حصوں پر مشتمل ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) یسنا' یسنا کے معنی حمد کے ہیں۔ یسنا کا حصہ گاتھا بھی ہے۔ جو حمد یہ سرود پر مشتمل ہے۔

(ب) ویسپرد' یہ بھی اوستا کا حصہ ہے اور آداب عبادت پر مشتمل ہے۔

(ج) وندیداد' اصل میں یہ لفظ وندیوداد تھا جس کے معنی دیو یا شیطان کے رد میں وظائف پڑھنا ہیں۔

(د) یشت' یہ حصہ بھی عبادات وحمد پر مشتمل ہے۔

(ہ) خوردہ اوستا' یعنی اوستائے مختصر' اس میں روزانہ' ماہانہ اور سالانہ عبادات و رسومات کا ذکر ہے۔

کہتے ہیں قدیم اوستا میں آٹھ سو پندرہ فصلیں تھیں' جو اکیس ابواب پر مشتمل تھیں، ساسانی دور میں جب اوستا کو جمع کیا گیا تو صرف تین سو اڑتالیس فصلیں مل سکیں، ان کو بھی اکیس ابواب پر تقسیم کیا گیا، یہ اکیس ابواب تین لاکھ پینتالیس ہزار سات سو الفاظ پر مشتمل ہیں اور ان میں سے بھی آج 83 ہزار الفاظ موجود ہیں۔ مورخین کے مطابق سکندر ایران کی فتح کے بعد اوستا کو' جو بارہ ہزار کھالوں پر لکھی ہوئی تھی' لے گیا تھا اور اس کے اُن مطالب کا' جو طب، نجوم اور فلسفے پر مشتمل تھے' ترجمہ کروا کر یونان بھیج دیا اور اصل کتاب کو جلا دیا تھا____ کہا جاتا ہے جس شخص نے سب سے پہلے سکندر کے بعد اوستا کو نئے سرے سے جمع کیا وہ شخص Volakhash ولخش اشکانی تھا' ولخش کو بلاش بھی کہتے ہیں، اشکانیوں میں اس نام کے پانچ بادشاہ ہوئے ہیں____ دار مستتر کے مطابق بلاش اول نے اوستا کو جمع کیا تھا چونکہ وہ بہت دین دار شخص تھا' بعض کا خیال ہے کہ یہ کام بلاش سوم (۱۴۸۔۱۹۱م) نے انجام دیا تھا۔ اشکانی حکومت کے بعد اردشیر بابکان' جو ساسانی حکومت کا بانی ہے' نے ایرانی حکومت کی بنیاد مذہب پر رکھی تھی اور یوں اس نے دین و دنیا کو یکجا کر دیا تھا۔ اردشیر کے دینی تعصب کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے آباؤ اجداد دین زردشتی کے امراء میں سے تھے، بابک بعض مورخین کے مطابق اردشیر کا باپ یا اس کا نانا تھا' جو فارس کے امراء میں سے تھا۔ یہ امراء اشکانی بادشاہوں کے ماتحت تھے اور سکندر کے

زمانے ہی سے مذہبی عہدوں پر یا کبھی کبھی گورنری پر مقرر ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ اردشیر، جو بادشاہ ایران تھا، مذہبی رجحان رکھتا تھا اور اس نے دین و دنیا کو یکجا کرنے کی کوشش کی تھی۔

اردشیر کے بیٹے شاپور نے بھی اوستا کی تدوین اور فقہی مسائل کی ترتیب میں پوری توجہ دی، اسی شاپور کے زمانے میں مانی کا ظہور ہوا تھا، اس نے شاپور کو اپنے مذہب کی دعوت بھی دی تھی۔ مانی نے اپنی ایک کتاب شاپور کے نام پر لکھی تھی اور اس کا نام ''شاھپورھرگان'' رکھا تھا۔ مانی کو بہرام کے زمانے میں قتل کر دیا گیا تھا۔

شاپور اول کے زمانے میں اوستا کا ایک حصہ مل گیا تھا، شاپور دوم کے زمانے میں آذر باد مارسپندان، جو بہت بڑا مذہبی پیشوا تھا اور بعض عرب مورخین نے اسے زردشتِ ثانی بھی کہا ہے، نے خوردہ اوستا مرتب کی تھی، اسی کے زمانے میں ارداویراف نے خواب میں جنت اور دوزخ کی سیر کی تھی، جیسا کہ ارداویراف نامہ میں تحریر ہے۔

نویں صدی عیسوی میں دین کرت کا مصنف بیان کرتا ہے کہ اوستا میں اکیس رسالے ہیں اور ان رسالوں کے نام تحریر کرتا ہے ___ ان اکیس رسالوں کو پہلوی زبان میں تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) گاساتیک (ب) ھاتک مانسریک (ج) داتیک

الف۔ گاساتیک

یہ حصہ گاتھا یعنی دینی گیتوں پر مشتمل ہے، یہ حصہ خود زردشت کا تحریر کردہ ہے، جس میں اھورامزدا کی حمد اور مناجات ہیں۔

ب۔ھاتک مانسریک

اس میں دینی احکام اور اخلاقی مطالب ہیں۔

ج۔داتیک

اس میں فقہ کے احکامات اور آداب زندگی ہیں۔

۳۔ پارسی باستان:

پارسیِ باستان وہ زبان ہے جو ھخامنشی عہد (۵۵۰ تا ۳۳۰ ق م) کے ایران میں بولی جاتی تھی' پارسیِ باستان کی کوئی تحریر کتاب کی صورت میں موجود نہیں، البتہ اس زبان میں ھخامنشی زبان کے کتبے خطِ میخی میں مرغاب (پاسارگاد) استخر' تخت جمشید 'بیستون 'نقشِ رستم (فارس)' شوش (عیلام) الوند اور سویز (مصر) میں پائے جاتے ہیں، یہ کتبے یا پتھر پر کندہ تحریریں بیشتر تین قسم کے خط میخی اور تین مختلف زبانوں یعنی پارسی باستان' بابلی اور عیلامی میں ہیں۔ سب سے قدیم کتبہ کوروشِ اعظم کا ہے' اس کتبے میں ایک سطر ہے جس میں ھخامنشی بادشاہ کوروش کے یہ الفاظ درج ہیں۔ ''من کوروش بادشاہ ھخامنشی ام' اور یوں پارسی باستان کی یہ تحریر قدیم ترین ہے ___ بیستون کے کتبے جو آج سے ڈھائی ہزار سال قبل ھخامنشی خاندان کے تیسرے بادشاہ داریوش (۵۲۲ تا ۴۸۶ ق م) کے حکم سے لکھے گئے تھے' دوسری زبانوں کی سطروں کے علاوہ پارسی باستان کی ۵۱۵ سطریں رکھتے ہیں۔ آج پارسی باستان کے کتبے اوستا، ویدا اور یونانیوں کے شاعر ہومر کی نظموں کی طرح دنیا کی قدیم ترین تحریروں میں شمار ہوتے ہیں۔ پارسی باستان آج کی فارسی کی نانی ہے کہ پارسی باستان سے پہلوی زبان وجود میں آئی اور پہلوی زبان سے آج کی فارسی زبان نے

جنم لیا۔ (ابراہیم پورداؤد، مقدمۂ برہان قاطع، ص ص ۲-۱)

۴۔ زبانِ پہلوی:

پہلوی زبان قدیم پارت یا سرزمین پَرتَوَہ (Parthava) موجودہ خراسان کی زبان ہے، یہ زبان اشکانیوں اور ساسانیوں کے عہد میں رائج رہی ہے' یہ عرصہ تقریباً نوسو سال بنتا ہے کہ ۲۵۰ ق م میں اشکانیوں کی حکومت قائم ہوئی اور ۶۵۱ عیسوی میں یزدگرد سوم آخری ساسانی بادشاہ کے قتل ہونے پر ساسانیوں کی حکومت ختم ہوئی۔ پہلوی زبان کو پارسیِ میانہ بھی کہا جاتا ہے، یہ زبان پارسیِ باستان سے مشتق ہوئی تھی یعنی پارسی باستان کے الفاظ و تراکیب میں وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ تبدیلی رونما ہوئی اور زبانِ پہلوی وجود میں آئی اور اسی طرح زبانِ پہلوی بھی بتدریج آج کی فارسی میں تبدیل ہوئی، اس لیے اس زبان کو پہلوی بھی کہا جاتا ہے اور پارسیِ میانہ بھی۔

پارسیِ میانہ پہلوی خط میں لکھی جاتی تھی، پارسیِ میانہ یعنی پہلوی ساسانی میں ادبیات کے جو آثار باقی ہیں، وہ پتھروں، نگینوں، برتنوں اور سکوں پر کندہ ہیں اور کچھ جانوروں کی کھال پر یا قدیم زمانے کے کاغذ (جسے ''پاپیروس'' کہتے تھے) پر تحریر ہیں، اس دور کے پتھر پر کندہ کتبے نقشِ رستم، نقش رجب، حاجی آباد، نیشاپور، مشہد، طاقِ بستان، تختِ جمشید، کعبۂ زرتشت، بیستون، فیروز آباد، پایکلی (کردستان) اور آذربائیجان وغیرہ سے حاصل ہوئے ہیں، ان کتبوں میں سے کچھ پہلوی ساسانی' کچھ پہلوی اشکانی اور کچھ یونانی زبان میں ہیں۔

قدیم ایران کی ادبیات کا بہت بڑا حصہ زرتشتی مذہب کی کتابوں پر مشتمل ہے جو پہلوی زبان میں لکھی گئی تھیں، اوستا اور اس کی شرح کا کچھ حصہ اور مذہبی مسائل

پہلوی زبان میں ہیں۔ دینی کتابوں کے علاوہ داستانوں اور کہانیوں پر مشتمل کتابیں بھی اس زبان میں ہیں، ان تمام کتب کا ایک حصہ طلوعِ اسلام کے بعد خاص طور پر رسم الخط کی تبدیلی کی وجہ سے معدوم ہو گیا تھا۔ ایران میں طلوعِ اسلام کے بعد عربی رسم الخط کا رواج عام ہوا اور پہلوی رسم الخط آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔ (ابراہیم پورداؤد، مقدمۂ برہان قاطع، ص ص ۷ تا ۱۱) ___ لفظ یا لغت کے ساتھ رسم الخط یعنی تحریر کی اہمیت مسلّم ہے، ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کی ایجاد سے قبل اسلامی دنیا میں خطاطی ایک بہت اہم فن تھا، الفاظ کا وجود کتاب کی صورت میں خطاطی ہی کا مرہونِ منت تھا، ویسے بھی املا کا خطاطی سے گہرا تعلق رہا ہے سو املا کے ذکر سے پہلے رسم الخط اور خطاطی کے باب میں کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

☆☆☆

رسم الخط ایران میں

ایران میں اسلامی عہد سے پہلے تین خط رائج تھے:

۱. خطِ میخی، یہ خط بائیں سے دائیں لکھا جاتا تھا، اس خط میں ۳۶ حروف تھے۔ خطِ میخی کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس خط میں لکھنے کے لیے ایک چھوٹی سی لوہے کی سلائی استعمال کی جاتی تھی اور وہ خط جو مٹی کی تختی پر بنائے جاتے تھے میخ یا کیل سے مشابہت رکھتے تھے۔

۲. خطِ اوستایی، یہ خط سامی الاصل خطوط کی طرح دائیں سے بائیں لکھا جاتا ہے۔ اسے خط دین دبیری یا خط زند بھی کہتے ہیں (صفا، تاریخ سوم وادبیات ایرانی ص ۱۰۲) اوستایی خط میں ۴۴ حروف ہیں۔ زرتشتیوں کی مذہبی کتاب اوستا اسی خط میں

لکھی گئی تھی بقول ڈاکٹر شفق مصنف تاریخ ادبیات ایران (ص ۳۱) اوستا کے بعض حصے ادبی خوبیوں کے حامل ہیں' خاص طور پر گاتھا' جو اوستا کا حصہ ہے' میں بلند پایہ اخلاقی اشعار ملتے ہیں' (گاتھا دراصل ''گات'' ہے جس کے معنی ظرف مکان وظرف زمان ہیں' مجازاً آہنگ موسیقی کے معنی ہیں' عربی میں مقام کے معنی لحن وآہنگ موسیقی کے بھی ہیں) ایک گاتھا میں دنیا کے پیدا کرنے والے کی تعریف ہے نیز زمین وآسمان کی ماہیت اور انسان کے وظائف بندگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس کا ہر قطعہ اس جملے کے ساتھ شروع ہوتا ہے ''از تو می پرسم براستی بمن بفرما ای اھورا'' (یعنی اے اھوارا میں تم سے پوچھتا ہوں مجھ سے صحیح صحیح فرمایئے)

۳. خطِ پہلوی، یہ رسم الخط اشکانی اور ساسانی دور میں رائج تھا۔ خطِ پہلوی، خطِ آرامی سے ماخوذ ہے اور دائیں سے بائیں لکھا جاتا ہے' اس خط کی ایک روایت ''ہُزوارش'' تھی ہُزوارِش میں عبارت آرامی زبان میں لکھی جاتی تھی اور فارسی زبان میں پڑھی جاتی تھی' مثلاً لکھتے تھے ''ملکان ملکا'' اور پڑھتے تھے ''شہنشاہ''۔ لفظ ہزوارش مصدر اوزوارتن (Uzvartan) سے مشتق ہے' جس کے معنی ہیں تفسیر کرنا یا شرح کرنا ___ اوزوارتن سے اوزوارش یا ہزوارش اسم مصدر ہے جس کے معنی شرح، تفسیر وتوضیح کے ہیں (مقدمۂ برھان قاطع ص۱۲)۔

زبانِ پہلوی مقامی بولی کی حیثیت سے اب بھی رائج ہے' اس میں دیہاتی ترانے یا گیت گائے جاتے ہیں' انہیں فہلویات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، بابا طاہر عریان کے ترانے جنھیں رباعیاتِ بابا طاہر بھی کہا جاتا ہے فہلویات ہی ہیں ___ فردوسی کے اس شعر میں:

بہ رامشگری گفت کامروز زود بیارای باپہلوانی سرود

پہلوانی سرود سے مراد پہلوی زبان کے ترانے ہیں۔

فارسی زبان جو ایک حد تک پہلوی زبان ہی کی ایک صورت ہے، عربی رسم الخط کے ساتھ ایران میں رائج ہوئی تھی۔ ایران میں اسلام کے بعد عمومی طور پر رائج زبانیں تین سمجھی جاتی ہیں اور یہ تینوں زبانیں تقریباً ایک ہی ہیں اور اب فارسی کے نام سے رائج ہیں:

۱۔ پہلوی ۲۔ دری ۳۔ پارسی

پہلوی زبان میں مثنویِ مولوی رومی ہے' اسی حوالے سے یہ شعر ہے:

مثنویِ معنویِ مولوی ھست قرآن درزبانِ پہلوی

سکندر نامۂ نظامی گنجوی دری زبان میں ہے:

نظامی کہ نظمِ دری کار اوست دری نظم کردن سزاوارِ اوست

اور شاہنامۂ فردوسی پارسی زبان میں ہے:

بسی رنج بردم درین سال سی عجم زندہ کردم بدین پارسی

فارسی زبان و ادب کے قدیم مصنفین و محققین کے خیال میں طلوعِ اسلام کے وقت ایران میں مندرجہ ذیل سات زبانیں رائج تھیں:

سغدی، سکزی، زاولی (زابلی)، ہروی، پارسی، پہلوی اور دری ___ پہلی چار زبانوں یعنی سغدی، سکزی، زاولی (زابلی) اور ہروی کا رواج طلوعِ اسلام سے پہلے ہی تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ پارسی، پہلوی اور دری مختلف علاقوں میں رائج رہی ہیں۔

(انجو شیرازی، مقدمۂ فرہنگ جہاں گیری، جلد اول، صفحہ ۱۵ اور ۱۶)

طلوعِ اسلام کے بعد پہلی صدی ہجری میں زبانِ دری اور زبانِ عربی کی باہم آمیزش سے موجودہ زبانِ فارسی وجود میں آئی اور ایران میں قدیم زبانوں (فارسیِ باستان اور زبانِ اوستا) کا رواج بتدریج ختم ہوگیا، قدیم ایرانی رسم الخط بھی آہستہ آہستہ منسوخ ہوگئے اور ایران میں عربوں کے خطِ نسخ اور خطِ کوفی نے عام رواج پالیا۔ آج کل فارسی رسم الخط رائج ہے جو عربی رسم الخط ہی کی ایک شکل ہے اور خطِ نستعلیق کہلاتا ہے، جس کے حروف کی تعداد بتیس ہے اور جو یہ ہیں:

ا، ب، پ، ت، ث، ج، چ، ح، خ، د، ذ، ر، ز، ژ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، گ، ل، م، ن، و، ہ، ی۔

مندرجہ بالا حروف میں سے ____ ث، ح، ص، ض، ط، ظ، ع، ق عربی زبان سے مخصوص ہیں۔ مولانا شرف الدین علی یزدی نے اسے یوں منظوم کیا تھا:

هشت حرف است آنکه اندر پارسی ناید همی
تا نیاموزی نباشی اندرین معنی معاف
بشنو از من تا کدامست آن حروف و یادگیر
ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف

(انجو شیرازی، مقدمۂ فرہنگ جہاں گیری، جلد اول، صفحہ ۲۴)

فارسی زبان میں بنیادی طور پر صرف چوبیس حروف ہیں جو یہ ہیں:

ا، ب، پ، ت، ج، چ، خ، د، ذ، ر، ز، ژ، س، ش، غ، ف، ک، گ، ل، م، ن، و، ہ، ی۔

فارسی حروف کی تعداد کی روشنی میں کہا جاتا ہے کہ جس طرح رات دن

چوبیس گھنٹوں پر مشتمل ہیں اسی طرح فارسی زبان بھی چوبیس حروف پر مبنی ہے۔ حروف پ، چ، ژ، گ فارسی زبان سے مختص ہیں عربی زبان میں نہیں ہیں جس طرح حروف ٹ، ڈ، ڑ اردو زبان سے مخصوص ہیں، یہ حروف عربی اور فارسی میں مستعمل نہیں ہیں اردو زبان میں مستعمل ۳۸ حروف ہیں، جو یہ ہیں:

ا، ب، پ، ت، ٹ، ث، ج، چ، ح، خ، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، گ، ل، م، ن، و، ہ، ھ، ء، ی، ے۔

عربی زبان کے حروف ۲۸ ہیں جو یہ ہیں:

ا، ب، ت، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ن، ہ، و، ی۔

اگر ء کو علاحدہ حرف تسلیم کیا جائے تو عربی کے حروف ۲۹ بنتے ہیں۔

حرف ذال فارسی زبان میں

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ذال فارسی کا حرف نہیں ہے، یہ خیال غلط ہے، ذال فارسی کا حرف ہی ہے، گذشتہ زمانے میں فارسی زبان کے کچھ لفظوں میں دال کا تلفظ ذال کیا جاتا تھا، متقدمین دال، ذال کے تلفظ میں ایک قاعدے کے قائل تھے جسے خواجہ نصیر الدین طوسی نے یوں منظوم کیا تھا:

آنان کہ بہ فارسی سخن می رانند   در معرض دال، ذال را نہ نشانند

ماقبل وی ار ساکن جز ''وای'' بود   دال است وگرنہ ذال معجم خوانند

(انجو شیرازی، مقدمہ فرہنگ جہانگیری، ص ۲۵)

''جو لوگ فارسی بولتے ہیں وہ دال کی جگہ ذال نہیں بولتے، جب دال سے پہلے حرف ساکن واو، الف اور یا کے علاوہ ہو تو دال پڑھیں گے ورنہ ذال (نقطہ دار) پڑھی جائے گی'' __ ان اشعار کی روشنی میں داد کو داذ، شاد کو شاذ، نمود کو نموذ، کشود کو کشوذ، دید کو دیذ، شنید کو شنیذ لکھا اور بولا جائے گا __ اور اگر دال کا ماقبل ''و''، ''ا'' اور ''ی'' کے علاوہ کوئی اور حرف ہو اور وہ متحرک ہو تب بھی ذال نقطہ دار آئے گی جیسے گنبد کو گنبذ، آمد کو آمذ، شد کو شذ لکھتے اور بولتے تھے لیکن اب یہ روش متروک ہوگئی __ البتہ اب بھی ذال فارسی کے بہت سے الفاظ میں مستعمل ہے مثلاً آذر بمعنی آگ اور موسم خزاں کے ایک مہینے کا نام بھی ہے __ سو یہ خیال کہ ذال فارسی کا حرف نہیں ہے، غلط ہے۔ (فرہنگ عمید، جلد اول، مقدمہ، ص ۳۷ نیز مقدمہ برہان قاطع، قایدۂ سوم نیز لغت نامۂ دہخدا، جلد اول، ص ص ۱۶۹-۱۶۸)

خطِ کوفی، خطِ نسخ وغیرہ

اوپر ذکر ہوا تھا عربی کے خطِ کوفی اور خطِ نسخ کا __ سو اس بارے میں یہ بھی ہے کہ خطِ کوفی کو اسلام سے پہلے خطِ حیری کہتے تھے (چونکہ اہل حیرہ اس خط کو استعمال کرتے تھے اور حیرہ وہ جگہ ہے جس کے قریب مسلمانوں نے کوفہ کا شہر آباد کیا تھا) خطِ کوفی یا خطِ حیری کی ماں خط ''اسطرنجیلی سریانی'' ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عربستان کے لوگ اسلام سے پہلے لکھنے پڑھنے سے زیادہ شغف نہیں رکھتے تھے، اسلام سے پہلے کے قرن اول میں عربوں نے اہالی شام و عراق کے ساتھ روابط کی بنا پر اُن سے خطِ عبرانی، خطِ سریانی اور خطِ نبطی سیکھا تھا، خطِ عبرانی تو متروک ہوگیا تھا البتہ

اسلام کے بعد خطِ سریانی سے خطِ کوفی اور خطِ نبطی سے خطِ نسخ اخذ کیا گیا۔ اسلام کے آغاز میں عربی خط میں نہ نقطے ہوتے تھے اور نہ حرکات (زبر، زیر اور پیش) ہوتی تھیں۔ ابوالاسود دوئلی نے عربی حروف پر نقطے لگائے اور حرکات (زبر، زیر، پیش) ابوالاسود کے شاگرد نصر بن عاصم نے حجاج بن یوسف ثقفی (وفات ۹۵ھ) کے حکم سے متعین کیں ___ استانبول (ترکیہ) کے عجایب گھر میں حضرت رسول اکرمؐ کی طرف سے وہ خط جو اسکندریہ کے حکمران مقوقس کو لکھا گیا تھا، موجود و محفوظ ہے۔ یہ نامۂ رسول پاک ﷺ عربی کے قدیم خطِ نسخ میں لکھا ہوا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا دوسرا خط آسٹریا کے دارالحکومت ویانا کے کُتب خانے میں موجود ہے۔ (سید محمد باقر حجتی، پژوہشی در تاریخ قرآن کریم، ص ۱۸۴) ___ لندن کے میوزیم میں قرآن پاک کے چند صفحات ہیں جو ابو قاسم بن ابراہیم نے خطِ کوفی میں ۲۲۷ھ میں لکھے اور تذہیب کیے تھے، اس عہد کے ایک اور نسخۂ قرآن کے چند اوراق جو قرنِ چہارم ہجری سے متعلق ہیں اور خطِ نسخ میں ہیں، ایران کے آستانِ قدسِ رضوی کے عجایب گھر میں موجود ہیں۔ (حمد اللہ شارقی، سیری در تاریخِ فرہنگ ایران ص ص ۲۰۶-۲۰۵) ___ کہا جاتا ہے کہ ابو علی محمد ابن علی معروف بہ ابن مُقلہ (۳۲۸-۲۷۲ق، ۹۴۰-۸۸۶ء) نے، جو عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کا وزیر تھا، مندرجہ ذیل چھ خط ایجاد کیے تھے:

نسخ، ریحان، ثلث، رقاع، توقیع و محقق۔

اگرچہ یہ چھ خط پہلے سے موجود تھے لیکن اتنے کامل نہیں تھے ___ ابن مُقلہ نے خطِ نسخ کے قواعد و ضوابط بھی مقرر کیے۔ ابن مقلہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عباسی عہد میں وزیر تھا، بہت اچھا شاعر تھا اور بہترین خطاط بھی تھا۔

راحت الصدور میں ہے کہ راضی باللہ خلیفۂ وقت کے حکم سے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا اور قید خانے میں بند کر دیا گیا تھا، وہ قید خانے میں اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر روتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ وہی ہاتھ ہے جو قرآن پاک اور احادیث نبویؐ لکھتا تھا، ابن مقلہ دایاں ہاتھ کٹ جانے کے بعد اپنے بائیں ہاتھ سے بھی اسی روانی کے ساتھ کتابت کرتا تھا جس طرح وہ اپنے دائیں ہاتھ سے کرتا تھا۔ آخر کار خلیفہ کے حکم سے ابن مُقلہ کو ۳۲۸ھ میں قتل کر دیا گیا، ابن مُقلہ کے بارے میں تاریخ میں ہے کہ وہ تین بار وزیر بنا، اُس نے تین قرآن ہاتھ سے لکھے، تین بار سفر کیا اور تین بار وہ دفن ہوا (تاریخ فخری، ص ص ۳۷۱ تا ۳۷۴، دستورالوزرا، ص ۸۰)۔ ابن مقلہ کے بعد علی ابن ھلال معروف بہ ابن بوّاب (وفات ۴۲۳ھ) نے مذکورہ چھ خطوط کے نئے قواعد مرتب کیے، خط نسخ کو مزید کمال عطا کیا، ساتویں صدی ہجری میں جمال الدین یاقوت بن عبداللہ مستعصمی (وفات ۶۹۸ھ) نے مذکورہ خطوط کو کمال تک پہنچایا۔ یاقوت کے چھ شاگرد: شیخ زادہ سہروردی، یوسف مشہدی، مبارک شاہ زرین قلم تبریزی، سید حیدر جلی نویس، نصراللہ طبیب عراقی اور عبداللہ ارغون کاملی اپنے عہد میں خطاطی کے استاد تھے اور خوش نویسی میں مہارت رکھتے تھے۔ مستعصمی آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کا غلام تھا، خلیفہ مستعصم نے یاقوت مستعصمی کی تعلیم و تربیت کی تھی اور اس کی تربیت ہی سے یاقوت مستعصمی اس بلند ترین مقام پر پہنچا تھا۔ خلیفہ مستعصم باللہ یاقوت مستعصمی کی بہت قدر کرتا تھا۔

سلجوقی عہد میں خط نسخ اور خط کوفی ایران میں رائج تھے۔ ایران میں عام طور پر شروع میں خط نسخ استعمال کیا جاتا تھا، ساتویں صدی میں خط تعلیق وجود میں آیا۔

آٹھویں صدی ہجری میں خطِ نسخ اور خطِ تعلیق کی آمیزش سے خط نستعلیق ایجاد ہوا۔ خط نستعلیق کو ''عروسِ خطوطِ اسلامی'' کہا جاتا ہے۔

میر علی تبریزی (امیر تیمور - ۷۳۶-۸۰۷ھ - کا معاصر) پہلا شخص ہے جس نے خطِ نستعلیق کے قواعد مرتب کیے اور اسے دوسرے خطوط سے ممتاز کیا۔ میر علی تبریزی کے بعد میرزا جعفر بایسنقری (وفات ۸۶۰ھ)، اظہر تبریزی (وفات ۸۸۰ھ)، سلطان علی مشہدی (وفات ۹۲۶ھ) نے خط نستعلیق کی تکمیل میں حصہ لیا۔ سلطان علی مشہدی کے بعد میر علی ہروی (وفات ۹۵۱ھ) نے خط نستعلیق کے قواعد کو مکمل کیا۔ میر عماد (وفات ۱۰۲۴ھ) ایران کا عظیم خوش نویس ہے، اس نے خط نستعلیق کو اوجِ کمال تک پہنچایا۔

تیموری دور (۷۷۱-۹۱۱ھ، ۱۳۶۹-۱۵۰۰ء) خطاطی کا سنہری دور سمجھا جاتا ہے۔ مرزا بایسنقر اور ابراہیم سلطان خود بہت بڑے خطاط تھے۔ ابراہیم سلطان خاص طور پر چھ خطوط کا ماہر تھا، اس نے کئی قرآن لکھے جو آج کل پیرس کے میوزیم میں موجود ہیں۔ تیموری بادشاہ حسین بایقرا کے دربار میں بہزاد نامی مشہور مصور کے علاوہ سلطان علی ابن محمد المشہدی اور میر علی حسینی جیسے عظیم خطاط بھی تھے۔ جب ہرات کا شہر ازبکوں کے قبضے میں آ گیا تو میر علی حسینی بخارا چلے گئے جہاں انھوں نے خطاطی کا ایک ادارہ قائم کیا۔ صفوی دور میں خطاطی کو کافی ترقی ہوئی، شاہ اسماعیل صفوی کے دربار میں شاہ محمود نیشاپوری تھا جو اس زمانے کا بہت بڑا خطاط تھا۔ کہتے ہیں کہ جب تبریز ترکوں کے قبضے میں جا رہا تھا تو شاہ اسماعیل نے خاص طور پر خصوصی انتظام کیے تھے تاکہ مشہور خطاط شاہ محمود نیشاپوری ترکوں کے قبضے میں نہ چلا جائے۔

نستعیق کے ایک بہت بڑے استاد علی رضا عباسی (وفات ۱۶۲۸م) نے خطاطی میں بہت سے تجربے کیے، اس نے خطِ نستعلیق شکستہ ایجاد کیا۔ کچھ محققین کا خیال ہے کہ خطِ نستعلیق شکستہ سید شفیعا (وفات ۱۷۳۹م) نے ایجاد کیا تھا۔ عبدالمجید طالقانی نے صفوی عہد کے آخر میں خطِ نستعلیق شکستہ کی تکمیل کی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ تبریز میں ۱۷۷۶م میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا تھا، جس سے تبریز کی ساری عمارتیں ہل گئی تھیں اور بہت بڑی تباہی آئی تھی۔ زلزلے کے وقت جب لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل رہے تھے اور پناہ کے لیے بھاگ رہے تھے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے کمرے میں سکون سے بیٹھا ہوا لکھنے میں محو ہے۔ لوگوں نے چلاّ کر کہا کہ تم کمرے سے باہر نکل آؤ کیونکہ زلزلے کے شدید جھٹکے آرہے ہیں۔ وہ آدمی جب اپنی محویت سے باہر نکلا اور اس نے یہ دیکھا کہ لوگ چلاّ رہے ہیں، تو اس نے بڑی متانت سے کہا کہ براہِ کرم مجھے پریشان نہ کیجیے۔ لوگوں نے بتایا کہ سخت زلزلہ آیا ہے جس سے تقریباً سارا شہر تباہ ہوگیا ہے، ابھی تک زلزلے کے جھٹکے آرہے ہیں، تم اپنے کمرے سے باہر آجاؤ ورنہ تمھارے زندہ بچنے کا کوئی امکان نہیں۔ اس شخص نے کہا آپ لوگ میری فکر نہ کریں اور نہایت فخر کے ساتھ اس نے ایک ورق دکھایا جس پر حرف واؤ لکھا ہوا تھا اور کہا کہ دیکھو کہ یہ مشکل حرف میں نے لکھ لیا ہے اور یہ کام میں نے ہزاروں کوششوں اور تجربات کے بعد تکمیل کو پہنچایا ہے، یوں بڑی محنت کے بعد میں اس حرف کو کامل طور پر لکھنے کے لائق ہوگیا ہوں اور یہ کام جو میں نے انجام دیا ہے اس کی قیمت سارے شہر کی سلامتی اور میری زندگی سے زیادہ ہے۔

دورۂ قاچار (۱۷۷۹ تا ۱۹۲۵ء) میں خط نستعلیق نے عام مقبولیت حاصل کی، اس دور کے مشہور خوش نویس میرزا محمد حسین خان کاتب اور میرزا محمد رضا کلہر (وفات ۱۳۱۰ھ ق) ہیں۔ انقلاب اسلامی کے بعد ایران میں ''نقاشی خط'' کا زیادہ رواج ہوا ہے، خطاط حضرات نقاشی سے خطاطی کے فن کو ایک نئی نوع کی زیبائی بخشتے ہیں، اس فن کے استاد محمد احصائی، خلیل رسولی اور نصر اللہ افجہ ای ہیں۔

☆☆☆

اسلام میں پڑھنے اور لکھنے کی اہمیت

اسلام نے پڑھنے اور لکھنے کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے' قرآن کی سب سے پہلی آیت اقراء باسم ربک الذی خلق (سورہ العلق، آیت ۱) ہے (یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا جو پڑھنے سے متعلق ہے اور پڑھنے لکھنے سے وابستہ ہے۔ قرآن فرماتا ہے "ن والقلم ومایسطرون" یعنی قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو لکھتے ہیں (سورہ القلم، آیت ۱) الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم یعنی وہ ذات ہے جس نے تمھیں قلم سے علم عطا کیا اور جس کا تمھیں علم نہیں تھا تمھیں اس کا علم عطا کیا (سورہ العلق، آیات ۴، ۵) (قرآن پاک میں ''قرطاس'' (بمعنی کاغذ؛ سورہ ۶، آیت ۷)، ''مداد'' (بمعنی روشنائی: سورہ ۱۸، آیت ۱۰۹)، ''سجل'' (بمعنی کتاب؛ سورہ ۲۱، آیت ۱۰۴)، ''رق'' (لکھنے کے لیے کھال سے بنا ہوا کاغذ؛ سورہ ۵۲، آیت ۳) کے الفاظ بھی آئے ہیں جو لکھنے پڑھنے کی اہمیت کو پیش کرتے ہیں) مذکورہ آیات قرآنی اس حقیقت کی ترجمان

ہیں کہ انسان کی بیداری، ترقی، علوم وفنون اور انسانیت آموز افکار کے پھیلنے کا بہت بڑا سبب قلم یا لکھنے کا عمل ہے اور پڑھنا یا لکھنا درحقیقت انسانی تمدنوں اور تہذیبوں کی پیدائش اور فروغ کا سرچشمہ ہے۔ لکھنے کی اہمیت پڑھنے اور سوچنے سے ہے اور انسان کی برتری دوسری مخلوقات پر صرف اسی وجہ سے ہی نہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے عقل دی ہے اور وہ سوچتا ہے بلکہ اپنے افکار اور اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے اور لکھ کر دوسروں تک پہنچانے میں بھی وہ دوسری تمام مخلوقات پر برتری رکھتا ہے، یوں انسان ہی سوچتا بھی ہے، بولتا بھی ہے، پڑھتا بھی ہے اور لکھتا بھی ہے۔ اس لکھنے کے عمل سے رسم الخط اور املا وابستہ ہیں۔

☆☆☆

رسم الخط، املا اور تلفظ

رسم الخط اور املا میں فرق ہے، رسم الخط کسی زبان کے انداز تحریر کو یا کسی زبان کے لکھنے کے عمومی طریقے کو کہتے ہیں جیسے عربی زبان کا رسم الخط، ہندی زبان کا رسم الخط یا انگریزی زبان کا رسم الخط۔ املا کسی زبان کے صرف لفظوں کو صحیح طور سے لکھنے یا لفظوں میں صحیح صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے یعنی یہ جاننا کہ ایک لفظ کو کن حروف سے لکھنا درست ہوتا ہے، جیسے اُردو میں لفظ تماشا کو تماشہ لکھنا غلط ہے اسے ''تماشا'' لکھنا چاہیے، اسی طرح لفظ بھروسا درست اور بھروسہ لکھنا غلط ہے۔ املا میں تصحیح بھی کی جاتی ہے، تغیر بھی کیا جاتا ہے اور اصلاح بھی ہوتی ہے۔ تصحیح املا یا صحت املا یہ ہے کہ ایک لفظ کے لکھنے میں جو غلطی رائج ہوگئی ہے اُسے دور کیا جائے جیسے زکریا کو ذکریا لکھا

جائے یا ازدحام کو اژدھام یا اژدحام لکھا جائے تو اس غلطی کی نشان دہی کر کے درست طریقہ کو رائج کرنا صحت املا کہلائے گا، املا میں تغیر کا تعلق بنیادی طور پر زبان سے ہے اور املا میں اصلاح کا تعلق لکھنے سے ہے۔ کسی زمانے میں ماں کو ما کہتے تھے اور دونوں کو دونو بولتے تھے، اب لفظ ما کو ماں اور دونو کو دونوں بولا جاتا ہے، یہ تغیر زبان ہے۔ اصلاح املا کا تعلق املا میں آسانی فراہم کرنے سے ہے جیسے پہلے اعلی لکھا جاتا تھا اب اُسے اعلا لکھا جاتا ہے تاکہ لکھنے میں سہولت ہو۔ املا اور تلفظ میں بھی فرق ہے، املا کا تعلق لکھنے سے ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اور لفظ کے ادا کرنے کے طریقے کو تلفظ کہا جاتا ہے جیسے قرآن کو بروزن برھان بولا جائے گا، گمان کے وزن پر اس کا تلفظ نہیں ہے۔

☆☆☆

فارسی زبان کا املا

ایران کے اہل نقد ونظر اور خاص طور پر پروفیسر ڈاکٹر محمد جعفر یاحقی، ڈاکٹر محمد مہدی ناصح اور جناب احمد بہمنیار نے فارسی زبان کے الفاظ کے صحیح املا کے باب میں اپنی آرا کا اظہار کیا ہے، فارسی زبان کے املا کے بارے میں ڈاکٹر محمد جعفر یاحقی اور ڈاکٹر محمد مہدی ناصح نے اپنی کتاب ''راہنمای نگارش و ویرایش'' میں جو سفارشات پیش کی ہیں وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

قرآن، مرآت کو ایمان کے وزن پر لکھیں گے۔

مندرجہ ذیل الفاظ ہمزہ کے ساتھ لکھے جائیں گے:

(۱) رأس، مأخذ، مأوا، مأمن، مأنوس، رأفت۔

(۲) سؤال، مؤنث، مؤدب، مؤمن، مؤسس، رؤیا، مؤثر، مؤکد۔

(۳) ائتلاف، توطئہ۔

(۴) مسألہ، جرأت، هیأت، نشأت۔

(۵) قراءت، براءت، ان شاءاللہ، ماشاءاللہ۔

(۶) مسؤول، رؤوف، رؤوس۔

(۷) اسرائیل، میکائیل، عزرائیل، جبرئیل، رئیس، لئیم۔

(۸) مبدأ، منشأ، خلأ، ملجأ۔

(۹) لؤلؤ، تلألؤ۔

(۱۰) جزء، شيء، ضوء، سوء۔ (راہنمای نگارش وویرایش، ص ۱۶)

مندرجہ ذیل الفاظ بغیر ہمزہ کے لکھے جائیں گے:

جایز، فواید، طایفہ، زایل، فایق، دقایق، نایل، شمایل، شرایط، اوایل، لذایذ، قصاید، دایم، زاید لیکن سائل، مسائل، قائم کو ہمزہ کے ساتھ لکھا جائے گا۔

داناست، نیکوست، بجاست، ابروست۔ ان الفاظ میں الف یا جسے ہمزہ کہا جاتا ہے ''است'' سے پہلے حذف کر دیا گیا چونکہ اس سے پہلے ''الف'' یا ''واو'' آ رہا تھا لیکن دوسرے مواقع میں جہاں ''الف'' یا ''واو'' نہ آ رہا ہو ہمیشہ ''است'' کا ہمزہ (الف) کتابت میں آئے گا جیسے خوش است، خوب است، بیدار است، کسی است، آدمی است، خانہ است۔ البتہ چیست، کیست اور نیست لکھا جائے گا۔

آینه بجاے آئینه
آیین // آئین
ازاو // ازو
ازاین // ازین
براو // برو
بنابراین // بنابرین
بها // بهاء
بینایی // بینائی
پاکند // پاک اند
پاییز // پائیز
پایین // پائین
خدای بزرگ // خداء بزرگ
خوشخویید // خوشخوئید
دانای راز // داناءراز
دانایی // دانائی
دراو // درو
دراین // درین
سیرند // سیراند
مویین // موئین

نیروی جوان بجائے نیروءجوان

لکھا جائے گا۔

نِ مولانا، پرِتو نیکان، قاضیِ شرع، رھروِعشق، مِی دوسالہ، خانۂ بزرگ، دانۂ گندم، جامۂ تولکھا جائے گا لیکن افراد کے ناموں میں اضافت نہیں آئے گی یوں بجائے پروانۂ معصومی کے پروانہ معصومی لکھیں گے۔ (راہنمای نگارش وویرایش)

آیت	بجائے	آیۃ
برکت	//	برکۃ
بھرہ ور	//	بھرور
بی علاقگی	//	بی علاقہ گی
جامہ دان	//	جامدان
حیات	//	حیوۃ
خانہ دار	//	خاندار
خیمگی	//	خیمہ گی
رحمت	//	رحمۃ
زحمت	//	زحمۃ
زکات	//	زکوۃ
ستارگان	//	ستارہ گان
صلات	//	صلوۃ
عبرت	//	عبرۃ

عزت بجائے عزۃ

علاقہ مند // علاقمند

فرشتگان // فرشتہ گان

قضات // قضاۃ

نخبگان // نخبہ گان

نظارگان // نظارہ گان

نعمت // نعمۃ لکھا جائے گا۔

قطعاً، ظاہراً، عمداً، ذاتاً، اثباتاً لکھا جائے گا لیکن حقیقتاً کے بجائے حقیقۃً لکھیں گے، دفعتاً کے بجائے دفعۃً، فطرتاً کے بجائے فطرۃً، عمدتاً کے بجائے عمدۃً، نسبتاً کے بجائے نسبۃً لکھا جائے گا، اگرچہ ایران میں مذکورہ الفاظ کو ''ۃ'' کے بجائے ''ا'' کے ساتھ عام طور پر لکھا جاتا ہے یعنی حقیقۃً کو حقیقتاً لکھنا رائج ہے۔ (راہنمای نگارش و ویرایش، ص ۳۱)

ابتداءاً بجائے ابتداءً

اعلا // اعلیٰ

تقوا // تقویٰ

جزءاً // جزءً

شورا // شوریٰ

فتوا // فتویٰ

قوا // قویٰ

مبتلا // مبتلیٰ

مربا	بجائے	مربیٰ	
مستثنا	//	مستثنیٰ	
معلاّ	//	معلیٰ	
ھوا	//	ھویٰ	لکھا جائے گا۔

البتہ عربی تراکیب کو اصلی شکل ہی میں لکھا جائے گا جیسے عالم سفلیٰ، ملاء اعلیٰ، مستثنیٰ منہ، نیز مرتضیٰ، مصطفیٰ، موسیٰ، عیسیٰ کو عربی قاعدے کے مطابق لکھیں گے لیکن اضافت کی شکل میں عیسایِ مسیح، موسایِ کلیم لکھا جائے گا جبکہ خاندانی نام کی صورت میں مذکورہ بالا قاعدے کے مطابق نہیں لکھنا چاہیے بلکہ خاندانی نام کو بغیر اضافت کے لکھا جائے مثلاً مرتضیٰ ابراہیمی بجائے مرتضایِ ابراہیمی اور عیسیٰ برزگر بجائے عیسای برزگر لکھیں گے۔ (راہنمای نگارش وویرایش، ص ۳۵)

اسماعیل	بجائے	اسمٰعیل
باسمہ تعالیٰ	//	بسمہ تعالیٰ
بالآخرہ	//	باالآخرہ
بالطبع	//	باالطبع
بالعکس	//	باالعکس
بجہت	//	بہ جہت
بحق	//	بہ حق
برفت	//	بہ رفت
بسزا	//	بہ سزا

بغیر	بجائے	بہ غیر
بکلی	//	بہ کلی
بگفت	//	بہ گفت
بنام (مشہور)	//	بہ نام
بویژہ	//	بہ ویژہ
بہ او گفتم	//	باو گفتم
بہ جا آوردن	//	بجا آوردن
بہ دانشکدہ رفتم	//	بدانشکدہ رفتم
بہ راہ افتادن	//	براہ افتادن
بہ ھم زدن	//	بھم زدن
بھوش	//	بہ ھوش
جا بہ جا	//	جا بجا
چشم بہ راہ	//	چشم براہ
داوود	//	داوَد
در بہ در	//	در بدر
دم بہ دم	//	دم بدم
رحمان	//	رحمٰن
رو بہ رو	//	رو برو
سر بہ زیر	//	سر بزیر

سر بہ سر	بجائے	سربسر
سماوات	//	سمٰوات
طاووس	//	طاؤس
کاووس	//	کاؤس
مو بہ مو	//	موبمو
نرفت	//	نہ رفت
نکتہ بہ نکتہ	//	نکتہ بنکتہ
نگفت	//	نہ گفت لکھا جائے گا۔

(ایضا، ص۴۲)

البتہ ''نہ می خواند و نہ می نویسد'' میں ''نہ'' جدا لکھا جائے گا' اسی طرح ''نہ گفت و نہ شنید'' میں ''نہ'' جدا لکھیں گے۔

بی آزار	بجائے	بیازار
بی جان	//	بیجان
بی حیایی	//	بیحیایی
بی خبر	//	بیخبر
بی خوابی	//	بیخوابی
بی سواد	//	بیسواد
بی علم	//	بیعلم
بی قرار	//	بیقرار

بی موقع	بجائے	بیموقع
بی وفا	//	بیوفا
بیچارہ	//	بی چارہ
بیزاری	//	بی زاری
بیفتاد	//	بیافتاد
بیفکند	//	بیافکند
بیکار	//	بی کار
بینوا	//	بی نوا
بیہودہ	//	بی ہودہ
می رفت	//	میرفت
می گفت	//	میگفت
ھمدم	//	ھم دم
ھمراہ	//	ھم راہ
ھمسر	//	ھم سر
ھمفکر	//	ھم فکر
ھمکار	//	ھم کار
ھموزن	//	ھم وزن
ھیچ کس	//	ھیچکس
ھیچ گاہ	//	ھیچگاہ

ھیچ وقت بجائے ھیچوقت لکھا جائے گا۔

اگر حرفِ ھم ایسے لفظ پر آئے جس کا پہلا حرف ''م'' ہو تو حرف ھم علاحدہ لکھا جائے گا جیسے ھم مرز، ھم منزل، ھم مشرب، ھم مسلک وغیرہ۔

آنچہ	بجائے	آن چہ
احوال	//	احوالھا یا احوالات
امتیازھا	//	امتیازات
ای خدا	//	ایخدا
ای دوست	//	ایدوست
ایران شناسی	//	ایرانشناسی
این جانب	//	اینجانب
این جا	//	اینجا
اینھا	//	این ھا
آبرو	//	آب رو
آستان قدس	//	آستانقدس
آن جا	//	آنجا
آن را	//	آنرا
آن کہ	//	آنکہ
آنھا	//	آن ھا
باستان شناسی	//	باستانشناسی

بدانچہ	بجائے	بدان چہ
بزرگترین	//	بزرگ ترین
بی آبرو	//	بیآبرو
تورا	//	ترا
جناب عالی	//	جنابعالی
جواھر	//	جواھرات
چرا	//	چہ را
چشمداشت	//	چشم داشت
چشمہ ھا	//	چشمھا
حضرت عالی	//	حضرتعالی
خانہ ھا	//	خانھا
خطرناک تر	//	خطرناکتر
دانش آموز	//	دانشآموز
دانہ ھا	//	دانھا
دل دادن	//	دلدادن
دلتنگ تر	//	دلتنگتر
دلدادہ	//	دل دادہ
راہھا	//	راہ ھا
زایران	//	زوّار

زبان شناسی	بجائے	زبانشناسی
زنها	//	زن ها
سخنران	//	سخن ران
شش ماه	//	ششماه
صاحبدل	//	صاحب دل
عالمان	//	علما
عجایب	//	عجایبها
کتاب را	//	کتابرا
کتابها	//	کتاب ها
کتابها	//	کتب
کتابی که	//	کتابیکه
کمیاب تر	//	کمیابتر
گذارشها	//	گذارشات
لانه ها	//	لانها
مدرسه ها	//	مدارس
مردی که	//	مردیکه
مکالمه ها	//	مکالمات
مهتر	//	مه تر
نام آور	//	نامآور

نگھداری	بجائے	نگہ داری
نگھداشت	//	نگہ داشت
نمایشھا	//	نمایشات
وجوہ	//	وجوھات
وقتی کہ	//	وقتیکہ
ھمان	//	ھم آن
ھمجنس	//	ھم جنس
ھمین	//	ھم این
یک روز	//	یکروز
یکجا	//	یک جا
یکدست	//	یک دست
یکدل	//	یک دل
یکزبان	//	یک زبان لکھا جائے گا۔

(راہنمای نگارش وویرایش)

☆☆☆☆☆

فارسی زبان کے الفاظ جو مشابہ بھی ہیں اور مختلف معانی بھی رکھتے ہیں

فارسی زبان میں مستعمل کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جو مشابہ ہونے کے باوجود مختلف معانی رکھتے ہیں یا جن کا غلط تلفظ رائج ہو گیا یا تلفظ کے تھوڑے سے اختلاف

سے جن کے معانی بدل گئے' جیسے یہ الفاظ ہیں:

اَتباع، اِتباع، اِتِّباع: اَتباع تَبَع کی جمع ہے جس کے معنی پیروکار کے ہیں۔ اتباع کے معنی ہیں پیروی کرنا۔ اِتِّباع عام طور پر ترکیب کے ساتھ آتا ہے جیسے لازم الاتِّباع (جس کی پیروی کرنا ضروری ہے)۔

اَخوان، اِخوان: اَخوان (اَخ) کے معنی دو بھائی ہیں، یہ اَخ کا تثنیہ ہے جبکہ اخوان کے معنی برادران کے ہیں، یہ اَخ کی جمع ہے۔

اِرادہ، اِرادت: اِرادہ بمعنی قصد و عزم اور اِرادت کے معانی ہیں عقیدت۔

اَعراب، اِعراب: اَعراب جمع ہے اَعرابی کی جس کے معنی ہیں صحرا نشینِ عرب، اِعراب کے معنی ہیں عربی زبان کو فصاحت کے ساتھ بولنا اور زبر، زیر، پیش کا لحاظ رکھنا، اعراب کے ایک معنی واضح کرنے اور فصیح زبان میں بات کرنے کے بھی ہیں۔

اَقدام، اِقدام: اَقدام قدم کی جمع ہے اور اِقدام مصدر ہے یعنی قدم آگے بڑھانا۔

اَنعام، اِنعام: اَنعام نَعَم (نَ عَ) کی جمع ہے جس کے معنی چارپائے کے ہیں اور اِنعام کے معنی ہیں بخشش کرنا یا بخشش دینا۔

تَسلِیَت (Tasliyat) کو بروزنِ تملیک پڑھنا غلط ہے۔

ثَمَر، سَمَر: ثَمَر بمعنی پھل اور سَمَر بمعنی حکایت، افسانہ۔

ثَمَن، سَمَن: ثَمَن عربی لفظ ہے جس کے معنی قیمت کے ہیں اور سَمَن فارسی زبان کا لفظ ہے جو ایک معروف پھول ہے۔

ثَمین، سَمین: ثَمین کے معنی قیمتی اور سَمین کے معنی موٹا ہیں۔

جُمل، جُمَّل: جُمَل (جُ مَ) جملہ کی جمع ہے، جُمّل (جُ م) حروف کے عددوں کے ذریعے عبارت میں مادۂ تاریخ نکالنا۔ (جَمل (جَ مَ) کے معنی اونٹ کے ہیں اور جُمل (جُ مُ) کے معنی ہیں لوگوں کا گروہ)۔

حُکم، حَکَم، حِکَم: حُکم کے معنی فیصلہ کے ہیں، حَکَم کے معنی فیصلہ کرنے والا کے ہیں اور حِکَم حکمت کی جمع ہے یعنی حکیمانہ باتیں، نصیحتیں۔

خِصال، خَصایل: عام طور پر ان دونوں لفظوں کے معانی عادتیں کیا جاتا ہے۔ خِصال خصلت کی جمع ہے جس کے معنی عادت کے ہیں اور خَصایل خَصیلہ کی جمع ہے جس کے معنی گوشت کے لوتھڑے کے ہیں لیکن فارسی اور اُردو میں عادت کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے خصایل حمیدہ۔

خَلط، خِلط: خَلط کے معنی ملانا جیسے خَلطِ مبحث اور خِلط مزاجِ بدن کو کہتے ہیں جیسے خون، بلغم، سودا، صفرا کہ اُن کو اخلاط (خلط کی جمع) اربعہ کا نام دیا جاتا ہے۔

خُمار، خَمّار، خِمار: خُمار شراب کا نشہ اترنے کے بعد جسم کا ٹوٹنا، خَمّار شراب فروش کو کہتے ہیں اور خِمار کے معنی ہیں دوپٹا۔

ذَکا، ذُکا: ذَکا کے معنی ہیں دانائی، تیزفہمی اور ذُکا کے معنی سورج کے ہیں۔

ذَکی، زَکی: ذَکی کے معنی ہیں دانشور، تیزفہم اس کی جمع اذکیا ہے اور زَکی کے معنی ہیں پاک دامن، اس کی جمع ازکیا ہے۔

زَلّت، ذِلّت: زَلّت کے معنی بھول چوک اور لغزش کے ہیں اور ذِلّت کے معنی خواری کے ہیں، یہ لفظ عزت کا متضاد ہے۔

رسالت، رسالہ: رسالت بمعنی پیغام پہنچانا اور رسالہ بمعنی کتاب۔

رَوِیّہ یا رَوِیَّت (Raveyya)، رویہ (Ruya): رَوِیہ یا رَوِیَّت کے معنی ہیں غور وفکر، ژرف نگاہی۔ غالباً اُردو میں لفظ رویہ اسی لفظ سے بنایا گیا ہے۔ رویہ (Ruya)، چہرہ، شکل، ظاہری صورت۔

زَرع، ذَرع: زَرع کے معنی کھیت اور ذَرع کے معنی ناپنے کا پیمانہ۔

زَوّار، زُوّار: زَوّار مبالغے کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت زیادہ زیارت کرنے والا اور زُوّار زائر کی جمع ہے جس کے معنی ہیں زیارت کرنے والے بہت سے لوگ

زَہر (فارسی)، زَہر (عربی): زَہر فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی سم ہیں یعنی زندگی ختم کرنے والی دوا اور زَہر عربی کا لفظ ہے جس کے معنی کلی کے ہیں اس کی جمع ازھار ہے۔ اسی طرح ایک لفظ ہے زَہراء جو ازہر کا مونث ہے جس کے معنی روشن اور درخشاں چہرے کے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کا لقب بھی ہے کہ انھیں فاطمۃ الزہراؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک لفظ زُہرہ بھی ہے جو ایک سیارے کا نام ہے جسے ناہید بھی کہتے ہیں اور زَہرہ کے معنی جگر یا پتا ہیں۔

سَفَر، سِفر: سَفَر کے معنی ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ جانا اور سِفر کے معنی کتاب کے ہیں، تورات کے حصوں کو سِفر یعنی کتاب کہتے ہیں جیسے سِفر پیدائش، سِفر خروج وغیرہ۔ سَفَر اور سِفر کی جمع اسفار ہے۔

سُکّان: سُکّان کے دو معنی ہیں ایک کشتی کا آلہ جس سے کشتی کو موڑا جاتا ہے، اس کی جمع سُکّانات ہے اور سُکّان ساکن کی جمع ہے جس کے معنی مقیم کے ہیں۔

سَموم، سُموم: سَموم کے معنی زہر آلود اور سخت گرم ہوا کے ہیں اور سُموم سَم کی جمع بمعنی زہریں۔

شَبَح، شِبہ، شَبَہ، شُبھہ : شَبَح کے معنی وہ سیاہی جو دور سے نظر آئے، بدن، جسم، اس کی جمع اشباح ہے۔ شِبہ کے معنی مثل اور مانند کے ہیں۔ شَبَہ کے معنی سنگ سیاہ ہیں، شُبھہ کے معنی شک وگمان کے ہیں، جمع شبہات۔

صَدِیق، صِدّیق: صَدِیق کے معنی دوست ہیں اور صِدّیق کے معنی ہیں وہ شخص جو ہمیشہ سچ بولتا ہو۔

طَرفہ، طُرفہ: طَرفہ کے معنی ہیں پلک جھپکانا یا جھپکن، اسی سے طرفۃ العین بنا ہے اور طُرفہ بمعنی نادر چیز۔

طَلَبہ، طُلَبا: طَلَبہ طالب کی جمع ہے اور طُلَبا طلیب کی جمع ہے، طلیب کے معنی ہیں بہت چاہنے والا۔

عَبِید، عُبَید: عَبِید خرید کے وزن پر اس کے معنی بندگان ہیں اور یہ عبد کی جمع ہے۔ عُبَید بروزن جنید عبد کا مصغر ہے جس کے معنی چھوٹا غلام یا بندۂ کوچک ہیں۔

عَلَوی، عِلوی، عُلوی: عَلَوی حضرت علیؑ سے منسوب یعنی اُن کی اولاد۔ عِلوی عِلو سے منسوب یعنی بلندترین وبہترین چیز۔ عُلوی عُلو بمعنی (بلندی) سے صفت جیسے علمِ آثارِ عُلوی یا عالمِ عُلوی بمعنی عالمِ بالا یا آباے عُلوی بمعنی نو آسمان۔

عِمران، عُمران: عِمران حضرت موسیٰ کے والد کا نام ہے اور عُمران کے معنی ہیں آباد کرنا، آبادی۔

غَمز، غَمزہ: غَمز کے معنی ابرو یا آنکھ سے اشارہ کرنے کے ہیں اور غَمزہ آنکھ کا ایک اشارہ۔

غَنا، غِنا: غَنا کے معنی دولت مندی اور غِنا کے معنی ہیں خوش آواز یا گانے کے۔

فَتَرت، فِطرَت: فَتَرت (فَ، تَ) وہ عرصہ جو دو پیغمبروں کے ظہور کے درمیان ہو، مجازی طور پر بے کاری اور بے حاصلی کا دور۔ فِطرَت کے معنی طبیعت، سرشت کے ہیں۔

قَدر، قَدَر: قَدر جو صدر کے وزن پر ہے کے معنی قیمت کے ہیں جیسے قَدر و قیمت اور قَدَر جو شَجَر کے وزن پر ہے کے معنی تقدیر کے ہیں جیسے قضاو قدر۔

قَدَم، قِدَم: قَدَم کے معنی پاؤں کے ہیں، قِدَم کے معنی فلسفے کی اصطلاح میں عہدِ ازل کے ہیں۔

قُصور: قُصور کے دو معنی ہیں ایک کوتاہی اور لغزش کے اور قُصور قصر کی جمع بھی ہے۔

گذاشتن، گزاردن

فارسی زبان میں گذاشتن کے معنی ظاہری طور پر قرار دینے یا رکھنے کے ہیں مثلاً ''لیوان راروی میزمی گذارم'' (میں گلاس کو میز پر رکھتا ہوں) یا ''من کتاب رادر قفسہ گذاشتم'' (میں نے کتاب الماری میں رکھی)، گذاشتن کے مجازی معنی وضع کرنے اور بنیاد رکھنے اور تاسیس کرنے کے بھی ہیں جیسے قانون گذار یعنی وہ شخص جو کہ قانون کو وضع کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو قانون کو جاری کرتا ہے، اسی طرح سے بدعت گذار لکھا جائے کہ وہ بدعت کی بنیاد رکھتا ہے، اسی حوالے سے بنیان گذار ''ذ'' سے آئے گا ''ز'' سے نہیں آئے گا کیونکہ گزاردن کے معنی بجالانے، ادا کرنے، اجرا کرنے اور انجام دینے کے ہیں جیسے نماز گزاردن (نماز ادا کرنا)، وام گزاردن (قرض ادا کرنا)، حج گزار، خراج گزار، سپاس گزار، شکرگزار، خدمت گزار، حق گزار، خبرگزار، پیغام گزار

وغیرہ وغیرہ۔ سُنت گزار دو طرح لکھا جائے گا ''ز'' سے بھی اور ''ذ'' سے بھی۔ اگر سنت ادا کرنے کے معنوں میں استعمال ہوگا تو سنت گزار ''ز'' کے ساتھ لکھیں گے اور اگر سنت قائم کرنے کے معنی لیے جائیں گے تو سنت گذار ''ذ'' سے لکھیں گے۔ اسی طور اگر حکم کے وضع کرنے کے معنی لیے جائیں گے تو حکم گذار ''ذ'' سے لکھیں گے یعنی حکمران یا واضع حکم یعنی حکم کو قائم کرنے والا اور اگر حکم کو جاری کرنے کے معنوں میں استعمال ہو گا تو حکم گزار ''ز'' سے لکھیں گے یعنی فرمان بر۔

گریز، گزیر: گریز (مفر) جیسے اس کام سے ''گریز'' نہیں یعنی مفر نہیں (اسے چھوڑا نہیں جا سکتا) اور ''گزیر'' کے معنی چارہ ہیں یعنی جو چیز بہت ضروری ہو اُسے ناگزیر کہتے ہیں۔ ''گزیر'' دراصل گزیریدن سے اسم مصدر ہے، یہ مصدر آج کل مستعمل نہیں۔

مآخذ، مأخذ: مآخذ مأخذ کی جمع ہے۔

مَجاز، مُجاز: مَجاز کے معنی غیر حقیقی کے ہیں اور مُجاز کے معنی اجازت رکھنے والے کے ہیں۔

مَحرَم، مُحرِم، مُحرَّم: مَحرَم کے معنی نامناسب کے ہیں یعنی وہ شخص جو شادی کے لیے حرام ہو، قریبی عزیز کو بھی مَحرَم کہتے ہیں۔ مُحرِم کے معنی ہیں وہ شخص جس نے حج کے لیے احرام باندھا ہو اور مُحرَّم وہ جو حرام سمجھا گیا ہو، مُحرَّم ایک اسلامی مہینے کا نام بھی ہے جس میں جنگ کرنا حرام ہے۔

مراجعہ، مراجعت: مراجعہ کے معانی ہیں رجوع کرنا اور مراجعت کے معانی ہیں لوٹنا، واپس آنا۔

مُعاصِر، مَآثِر: مُعاصِر کے معنی ہم عصر و ہم زمان کے ہیں اور مَآثِر کے معنی ہیں عظیم کارنامے، یہ مَاثَرہ کی جمع ہے۔

مُقام، مَقام: مُقام کے معنی ٹھہرنے کی جگہ یا ٹھہرنے کے ہیں یعنی جائے اقامت، وقت اقامت یا صرف اقامت کے ہیں اور مَقام کے معنی اقامت کی جگہ، قدم رکھنے کی جگہ اور رتبے کے ہیں، مَقام کی جمع فارسی میں مَقامات ہے، فارسی میں مَقامات کے معنی آہنگ یا پردۂ موسیقی کے بھی ہیں، قدیم زمانے میں موسیقی کے ماہرین موسیقی کے بارہ مَقامات کے قائل تھے، جو یہ ہیں: راست، اصفہان، عراق، کوچک، بزرگ، بوسلیک، حجاز، عشاق، حسینی، زنگولہ، نوا، رہاوی۔ تصوف میں بھی مَقامات ہیں جو سات ہیں اور وہ یہ ہیں: توبہ، ورع، زہد، فقر، صبر، توکل اور رضا۔

مَقدَم، مُقدَّم، مُقدِم: مَقدَم کے معنی ہیں قدم رکھنے کا وقت یا آنے کا وقت یا سفر سے واپس لوٹنا۔ اسی سے خیر مَقدَم بنا ہے، مُقدَّم کے اصلی معنی پیشرو اور پیشوا کے ہیں، یہ مؤخر کا متضاد ہے۔ مُقدِم کے معنی اقدام کرنے والے اور پیش رو کے ہیں۔

ناھار، نھار: فارسی میں "ناھار" دوپہر کے کھانے کو کہتے ہیں اور عربی میں "نھار" دن کو کہتے ہیں۔

نَوّاب، نُوّاب: نَوّاب ایران و ہند کے شہزادوں اور حکمرانوں کا خطاب ہے اور نُوّاب نائب کی جمع ہے۔

☆☆☆

دلچسپ ساخت ومعنویت والے الفاظ

فارسی زبان میں مستعمل کچھ الفاظ کی ساخت، اُن کی معنویت نہ صرف دلچسپ اور حیرت افزا ہے بلکہ فکر انگیز بھی ہے، ایسے الفاظ کا ذیل میں مختصر سا ذکر کیا جاتا ہے:

۱. **اَعیان:** لفظ اعیان عین کی جمع ہے یعنی مردانِ بزرگ وشریف ـــ بنیادی طور پر عین کے معانی آنکھ کے ہیں، عین کی جمع اعیان بھی ہے اور عیون بھی، عین کے معانی چشمے کے بھی ہیں جس کی جمع اعین اور عیون ہے ـــ عین کے معانی نفس وذات کے بھی ہیں اور قوم کے سردار کے بھی، عینی کے معانی ہیں جو چیز آنکھ سے دیکھی جاتی ہے ـــ عین اُردو میں بالکل یا بجنسہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسے ہم کہتے ہیں عین اُسی وقت وہ آ گیا اور اُردو میں عین بین بھی ہے جو ہو بہو کے معانی میں مستعمل ہے۔

۲. **اِنبساط:** لفظ انبساط عربی زبان کا ہے، اس کے معانی کشادہ یا فراخ ہونے کے ہیں، فارسی اور اُردو میں خوشی اور شادمانی کے ہیں کہ انبساط یا خوشی کے وقت آدمی کا چہرہ کھل جاتا ہے گویا کشادہ ہو جاتا ہے۔

۳. **بَلا:** لفظ بلا کے معانی عربی میں آزمایش کے بھی ہیں اور غم واندوہ کے بھی، اب چاہے نعمت عطا کر کے آزمایش کی جائے یا بلا ومصیبت میں ڈال کر آزمایا جائے۔ بہر حال بَلا دونوں معانی یعنی غم واندوہ اور آزمایش لیے ہوئے ہے۔

۴. **تَحریر:** لفظ تحریر حر (آزاد) سے بنا ہے، تحریر کے معانی آزاد کرنے کے ہیں، قدیم زمانے میں غلاموں کی آزادی کاغذ پر لکھ کر دی جاتی تھی سو اب تحریر

کے معانی لکھی ہوئی چیز کے ہیں۔

۵. تعویذ: لفظ تعویذ کے معانی ہیں پناہ دینا یا بیماری اور مصیبت سے بچاؤ کے لیے دعا پڑھنا ___ اور کاغذ پر دعا لکھ کر گلے میں یا بازو پر جو باندھا جاتا ہے اُسے بھی تعویذ کہتے ہیں۔

۶. تلاطم: لفظ تلاطم کے معانی آپس میں طمانچہ مارنے کے ہیں، اسی سے سمندر کا طوفان میں آنا اور تھپیڑے مارنا مراد لیے جاتے ہیں۔

۷. تماشا: لفظ تماشا عربی کے لفظ تمشاء سے ماخوذ ہے جس کے معانی ہیں چلنا، فارسی میں تماشا کے معانی کسی چیز کو دیکھنا بھی ہیں۔

۸. حَج: حج کے معانی قصد کرنے یا آمد و رفت کرنے کے ہیں لیکن اسلام میں خانہ کعبہ کا قصد کرنے اور طواف وغیرہ کی رسم ادا کرنے کے ہیں۔

۹. خَرابات: خرابات لفظ خراب کی جمع ہے، خراب کے معنی ہیں ویرانی کے اور لفظ خرابات کے معانی مے خانے کے ہیں اور خرابات گویا وہ جگہ ہے جہاں ویرانی اور خرابی ہو اور مے خانے میں بھی تو خرابیاں یا برائیاں ہی ہوتی ہیں۔

۱۰. خَمر: لفظ خمر کے معانی شراب کے بھی ہیں اور پوشیدہ رکھنا، چھپانا بھی ہیں کہ اکثر چھپ کر شراب پی جاتی ہے۔

۱۱. دُنیا: لفظ دنیا ادنیٰ کا مؤنث ہے اور ادنیٰ کے معانی قریب کے بھی ہیں اور کمینے کے بھی ہیں، یہ دونوں معانی دنیا کی حقیقت کو پیش کرتے ہیں۔

۱۲. دیباچہ: دیباچہ عربی میں دیباجہ ہے، لفظ دیبا کے معانی ریشمی کپڑے کے ہیں، اس میں ''چہ'' تصغیر کا ہے، چونکہ دیبا کپڑا سب کپڑوں سے نمایاں ہوتا

ہے اور چہرہ بھی تو جسم کا نمایاں ترین حصہ ہے اس لیے دیباچہ چہرے کے معانی میں بھی استعمال ہونے لگا اور چونکہ کتاب کا مقدمہ بھی کتاب کا چہرہ ہی ہوتا ہے اس لیے شاید کتاب کے مقدمے کو بھی دیباچہ کہنے لگے۔

۱۳. **دیوانہ:** وہ شخص جو دیو کے اثر میں ہو اُسے دیوانہ کہا جاتا ہے، دیوانہ بے عقل ہوتا ہے، دیوانے کی جمع دیوانگان ہے، دیوانگی بھی اسی سے بنا ہے لیکن دیوان کے معانی دفترِ شعر کے بھی ہیں اور عام انتظامی امور کے دفتر کو بھی دیوان کہتے تھے، بنی امیہ کے زمانے میں بہت سے دفاتر دیوان الرسائل اور دیوان المظالم وغیرہ کے نام سے قائم ہوئے تھے، صاحب دیوان محتسبِ اعلیٰ کو کہا جاتا تھا لیکن ان سب کی اصل دیو ہی ہے ___ بنیادی طور پر ایران میں دیو شیطان تھا لیکن ہندوستان میں دیو یا دیوتا (قابلِ پرستش) کی صورت میں موجود ہے، لفظ ایک ہی ہے معانی متضاد ہیں۔

۱۴. **رومال:** لفظ رومال دراصل روے مال ہے، رو (چہرہ)، مال (مالیدن مَلنا) سے یعنی وہ چیز جس کو چہرے پر ملتے ہیں تاکہ چہرہ صاف ہو جائے۔

۱۵. **سادہ لوح:** وہ شخص سادہ لوح (گویا جس کے دل کی تختی سادہ ہے، اُس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہے) ہے، جو مکار نہ ہو اور جو دوسروں پر جلد یقین کر لے، احمق اور بے وقوف بھی اس کے معانی ہیں۔

۱۶. **شَریعَت:** شریعت کے معانی کھُلے راستے یا گھاٹ کے ہیں لیکن اسلام میں دینی قوانین کو کہتے ہیں، گویا اسلام بھی تو ایک فیضِ عام کا دریا ہے جس کا گھاٹ شریعت ہے، جس سے لوگ استفادہ کرتے ہیں۔

۱۷. **شہید:** لفظ شہید کے لغوی معانی سچی گواہی دینے والے کے ہیں، خدا کی راہ میں جان دینے والے کو بھی شہید کہتے ہیں، گویا شہید اپنی جان دے کر حق و ایمان کی شہادت (گواہی) دیتا ہے۔

۱۸. **طعنہ یا طعن:** لفظ طعن کے معانی کسی کو نیزہ مارنے کے بھی ہیں اور کسی کی عیب جوئی کرنا بھی ہیں ___ کسی کو طعنہ دینا بھی تو اُسے نیزہ مارنے کے برابر ہی ہوتا ہے۔

۱۹. **قربانی:** لفظ قربانی، قرب اور قربان بہ معنی ''نزدیکی'' ہی سے بنا ہے کہ جانور کی قربانی بلکہ ہر قسم کی قربانی سے قربِ خداوندی کو حاصل کیا جاتا ہے۔

۲۰. **کُفر اور کَفارہ:** کفر کے معنی چھپانا بھی ہیں، کافر حق کو چھپاتا ہے اور کفارہ گناہوں کو چھپاتا ہے۔

۲۱. **مُعجزہ:** معجزہ کے معنی عاجز کر دینے کے ہیں یعنی جو مخالف کو عاجز کر دے، گویا معجزے کے ظہور پر مخالف معجزے کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے۔

۲۲. **نخاس:** لفظ نخاس لفظ نخس سے بنا ہے جس کے معانی ہیں کسی جانور کو ہانکنا یا اُس کی پیٹھ پر چابک مارنا، اسی سے نخاس بنا ہے جس کے معانی جانوروں کی منڈی یا جانوروں کے بازار کے ہیں۔

☆☆☆

فارسی زبان کی تاریخی حقیقت

یہ ایک تاریخی اور لسانی حقیقت ہے کہ ہر زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ شامل ہو جاتے ہیں، بعض اوقات املا یا تلفظ یا معانی کی تبدیلی کے ساتھ اور یہ بھی ایک تاریخی اور لسانی حقیقت ہے کہ فارسی زبان پہلوی اور دری زبانوں کے اشتراک سے وجود میں آئی تھی، اگرچہ فارسی باستان، اوستائی، سغدی، سنزی، زابلی، ہروی زبانوں اور ایران کے مختلف علاقوں کی بولیوں کے الفاظ بھی اس میں شامل ہوئے اور یہ بھی ایک تاریخی اور لسانی حقیقت ہے کہ سنسکرت اور فارسی دونوں بہنیں ہیں، بہت سے الفاظ اب بھی مشترک ہیں یا تھوڑے سے فرق کے ساتھ رائج ہیں جیسے:

سنسکرت	فارسی
اسو	اسپ
انگشٹ	انگشت
بھراتر	برادر
بھوم	بوم
پتر، پسر	پور
گئو	گاؤ
ماتر	مادر
نیا	نو

اور یہ بھی ایک لسانی حقیقت ہے کہ اسلام کے بعد فارسی پر عربی کا اثر بہت وسیع اور ہمہ گیر ہوا، عربی الفاظ کی ایک کثیر تعداد املا، تلفظ یا معانی کی تبدیلی کے ساتھ فارسی زبان میں شامل ہوگئی۔ اگرچہ ایران میں خالص فارسی کی تحریکیں بھی چلیں لیکن عربی کا اثر فارسی زبان پر رہا بلکہ بڑھتا ہی رہا یہاں تک کہ اب ایرانی بہت سے عربی الفاظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان کے متبادل فارسی الفاظ موجود ہیں جیسے:

ابداً (ہرگز)، استقلال (آزادی)، اقلاً (کم از کم)، اقامت (رہائش)، حجاب (پردہ)، تحت نظر (زیرنظر)، تذکر (یاددہانی)، خریدار (مشتری)، ساکت (خاموش)، شفاہی (زبانی)، ضعیف (کمزور)، علف (گیاہ)، کسالت (بیماری)، مطبوع (دلچسپ)، مطلع (آگاہ)، موفق (کامیاب)، مستقیماً (براہ راست)، مشتری (خریدار)، مریض (بیمار)، محکوم (سزایافتہ)، مجدداً (دوبارہ)، نور (روشنی) وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ بھی فارسی زبان کے حوالے سے ایک لسانی حقیقت ہے کہ عربی زبان کے علاوہ دنیا کی دوسری زبانوں کے الفاظ بھی فارسی زبان میں رائج ہوئے ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

فارسی زبان میں ترکی زبان کے الفاظ:

اطاق، بیگ، بیگم، خاتون، خاقان، خان، قراول وغیرہ۔

فارسی زبان میں مغلوں کی زبان کے الفاظ:

آقا، اردو، الاغ، ایل، ایلخان، ایلچی، تمغا، تومان، سوغات، نوکر، جرگہ وغیرہ۔

فارسی زبان میں ہندی زبان کے الفاظ:

انبہ، برشگال، جنگل، چاپ، کافور، نارگیل، نیلوفر، ھلاھل وغیرہ۔

فارسی زبان میں یورپی زبانوں کے الفاظ:

فرانسیسی الفاظ: آدرس، آرتیکل، اتومبیل، بانک، بلیط، پارتی، پارک، پارلیمان، پرگرام، پیانو، تآتر، تربیون، تلفن، تلگراف، تلگرام، دموکراسی، دیپلم، رمان، سالن، سانسور، سوپ، سوسیالیسم، فئودالیسم، فئودال، کابینہ، کلاس، کمونیست، کمونیسم، کمیتہ، کمیسیون، کنسول، کنفرانس، گاز، لامپ، ماشین، مرسی، موزیک وغیرہ۔

انگریزی الفاظ: استوپ، باسکت بال، تراموای، تی پارتی، ساندویچ، سنتر، فوتبال، فورورد(Forward)، فول، کوکتل، گیلاس، واگن، والی بال، ھاف تایم وغیرہ۔

روسی الفاظ: اسکناس، بلشویسم، درشکہ، کالسکہ وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عربوں نے بھی کچھ الفاظ ایران (فارسی) سے لیے ہیں تحریر میں تھوڑے فرق کے ساتھ جیسے:

۱. **طشت:** لفظ طشت فارسی میں تشت تھا عربوں نے اسے طشت کے طور پر اپنالیا۔

۲. **سراج:** لفظ سراج دراصل فارسی میں چراغ تھا عربوں نے اسے سراج بنالیا۔

۳. **سروال:** سروال عربی کا لفظ ہے جو حقیقت میں فارسی سے لیا گیا ہے، فارسی میں شلوار تھا اور عربی میں سروال بن گیا۔

۴. **کوز:** فارسی کے لفظ کوزہ سے عربوں نے کوز بنایا۔

۵. کاس: فارسی کے لفظ کاسہ (پیالہ) سے عربوں نے کاس بنالیا۔

مندرجہ ذیل الفاظ اردو زبان والوں نے فارسی یا عربی زبان کے الفاظ سے بنائے ہیں یا فارسی. عربی زبان سے لیے ہیں معانی یا تلفظ یا املا کی تبدیلی کے ساتھ:

۱. احدی: ہندوستان کی مغل حکومت میں احدی وہ لوگ ہوتے تھے جو گھر بیٹھے تنخواہ لیتے تھے لیکن اُن کے ذمے کوئی کام نہیں ہوتا تھا، اب اُردو میں احدی بیکار اور نکمے شخص کو کہتے ہیں۔ ویسے احدی عربی لفظ احد سے بنا ہے۔

۲. افراتفری: افراتفری دراصل افراط وتفریط (عربی) تھا، افراط کے معانی حد سے گزرنے کے ہیں اور تفریط کے معانی کسی چیز کو ضائع کرنا یا تلف کرنا ہیں، اُردو زبان دانوں نے افراط وتفریط سے افراتفری بنالیا جس کے معانی ہیں بگاڑ، ہلچل اور پریشانی کے۔

۳. بہشتی: گھروں میں پانی لانے والے کو اردو میں بہشتی کہتے ہیں یعنی جنت والا۔

۴. خصم: فارسی میں خصم کے معانی دشمن کے ہیں لیکن اُردو میں خصم شوہر کو بھی کہتے ہیں۔

۵. دلّال: شروع میں دکاندار اور گاہک کے درمیان سودا کرانے والے کو دلّال کہتے تھے لیکن اب اُردو میں برے کام کے لیے سودا کرانے والے کو بھی کہتے ہیں۔

۶. شیخ: لفظ شیخ کے معانی مرد بزرگ اور دانشمند یا قبیلے کے سردار کے ہیں لیکن اردو میں شیخ نومسلم کو بھی کہتے ہیں اور شیخ سے شیخی بھی بنا ہے جس کے معانی

گھمنڈ اور غرور کے ہیں۔

۷. غصہ: لفظ غصہ کے معنی اُس غم کے ہیں جو گلے کو بند کر دے یا گلے میں پھندا ڈال دے یعنی اندوہ گلوگیر لیکن اُردو میں خفگی، ناراضگی اور عتاب کے ہیں۔

۸. فطرتی: لفظ فطرتی اُردو میں شریر، چالاک اور مکار کے معانی رکھتا ہے، حالانکہ فطرت کے معنی ہیں سرشت اور طبیعت کے اور فطرتی کے معنی تو طبعی یا جبلّی کے ہوئے جسے فطری کہا جاتا ہے۔

۹. قرق: لفظ قرق کے معانی ہیں کسی جگہ جانے کی ممانعت کے یعنی وہ جگہ جہاں مخصوص لوگ جا سکتے ہوں، اُردو میں قرق کے معانی ضبط کرنے کے ہیں۔

۱۰. مرغ: فارسی میں مرغ کے معانی پرندے کے ہیں، اُردو میں مرغا فارسی کے خروس کو کہتے ہیں اور مرغی فارسی کی ماکیان کو کہتے ہیں۔

۱۱. مہتر: مہتر فارسی لفظ ہے جس کے معانی سردار کے ہیں لیکن اردو میں جاروب کش یا بھنگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۱۲. نرغہ: لفظ نرغہ فارسی میں نرگہ یا نرگ ہے جس کے معانی ہیں شکار کے لیے لشکر کا حلقہ بنانا یا کسی چیز کو گھیرنا، اُردو میں نرغہ کے معانی دشواری، مصیبت، بھیڑ اور ہجوم کے بھی ہیں۔

۱۳. واھیات: لفظ واہیات لفظ واہی سے بنا ہے، جو عربی زبان کا ہے، اس کے معانی پرانا، بے بنیاد اور بے ہودہ کے ہیں۔

☆☆☆

فارسی میں عربی کے الفاظ اور اردو میں فارسی کے الفاظ

فارسی کے وہ الفاظ جو ہم اردو میں بولتے ہیں ان کے مقابلہ میں عربی کے الفاظ ایران میں زیادہ مقبول ہیں:

اردو میں فارسی کے الفاظ مستعمل ہیں ان کی جگہ فارسی میں عربی کے الفاظ مستعمل ہیں۔

اردو میں فارسی کے الفاظ	فارسی میں عربی کے الفاظ
آرام	راحت
آزاد	مستقل
آزادی	استقلال
آگاہ	مطلع
آمدنی	عایدات
باشندہ	ساکن
بت	مجسمہ
براہ راست	مستقیماً
برآمد	استخراج
برداشت	تحمل
بیرونی	خارجی
بیمار	مریض
بیماری	کسالت

اردو میں فارسی کے الفاظ	فارسی میں عربی کے الفاظ
پردہ	حجاب
پس وپیش	تردید
پہلو	جنبہ
پیداوار	محصول
پیوند	وصلہ
چادر	ملافہ
خاموش	ساکت
خریدار	مشتری
خوشگوار	مطبوع
درمیانہ	متوسط
دریافت	کشف
دلچسپ	جالب
دوبارہ	مجدداً
دیر	معطل
ذخیرہ	احتکار
ذمہ داری	مسئولیت
روپوش	متواری

اردو میں فارسی کے الفاظ	فارسی میں عربی کے الفاظ
روشنی	نور
رہائش	اقامت
زبانی	شفاہی
زیرنگرانی	تحت نظر
سپرد	تحویل
سرشام	غروب
سرکاری	دولتی
سرگرمی	فعالیت
سزایافتہ	محکوم
سزا	مجازات
سفارش	توصیہ
سنجیدہ	جدی
سنگ تراش	حجّار
شاید	محتملاً
کاروبار	معاملہ،تجارت
کامیاب	مُوَفِق
کشش	جاذبہ
کم ازکم	اقلاً
کمزور	ضعیف

اردو میں فارسی کے الفاظ	فارسی میں عربی کے الفاظ
کمی، کوتاہی	محدودیت
گرد و پیش	محیط
گستاخی	جسارت
گفتگو	صحبت، اختلاط
گیاہ	علف
مفت	مَجانی
مہربانی	لطف
نامہ نگار	مخبر
نگہبانی	مواظبت
ہرگز	ابداً
ہمسائیگی	مجاورت
یاد	خاطر
یادداشت	حافظہ
یاددہانی	تذکر

ہم اردو میں خالص فارسی کے الفاظ یا فارسی کے مرکبات استعمال کرتے ہیں جبکہ ان کی جگہ ایران میں عربی اور فارسی کے مرکبات یا عربی الفاظ مستعمل ہیں:

اردو	فارسی
امیدوار	داوُطلب
پائیدار	بادوام

اردو	فارسی
پسماندہ	عقب افتادہ
خواندہ	باسواد
خوش	خوشحال،خوش وقت
درخواست	تقاضانامہ
زرخیز	حاصل خیز
سنگ تراش	مجسمہ ساز
ناخواندہ	بی سواد

ہمارے ہاں فارسی اور عربی کے مرکبات یا فارسی کے مرکبات مستعمل ہیں‘ ان کی جگہ ایران میں خالص عربی کے الفاظ ومرکبات استعمال ہوتے ہیں:

فارسی	اردو
امضا	دستخط
توقیف	نظر بندی
حسن تفاھم	خیر سگالی
سوءِ تفاھم	غلط فہمی
صادرات	اشیای برآمد
صرف نظر	نظرانداز
مترقی	ترقی پسند
مرتب	باقاعدہ
مرتجع	رجعت پسند
مقصر	قصوروار

فارسی	اردو
مرموز	پُر اسرار
مزاحم	دخل انداز
واردات	اشیای درآمد

جدید فارسی میں بڑی تعداد تو ایسے الفاظ کی ہے جو حال ہی میں وضع ہوئے اور جن کے استعمال سے ہم پاکستانی بہت حد تک ناواقف ہیں لیکن خود قدیم زبان کے بعض الفاظ نے صدیوں کے ارتقا کے بعد معانی کا نیا جامہ پہن لیا ہے مثلاً

فارسی (ایران)	اردو
بخش	حصہ، محدود علاقہ
برجستہ	ممتاز، نمایاں
بومی	مقامی
پہلوان	بہادر، ہیرو
پیدایش	ابتدا، ظہور
تلاش	کوشش
تماشائی	قابل دید
خرم	سرسبز
خواہش	درخواست
خودداری	پرہیز
درہ	وادی
دستگیر کردن	گرفتار کرنا

فارسی	اردو
راهرو	برآمدہ، دالان
سازش	ہم آہنگی
سردست	کف
شام	غذائے شب
شوخی	مذاق
عکس	(فوٹو) تصویر
کاغذ	خط
گرفتار	مشغول
مذاق	ذائقہ، ذوق، مزہ
نشانی	پتا
نگران	پریشان
نمودار	علامت، مظہر

☆☆☆

فارسی اور اردو زبان میں اختلاف لفظی و معنوی

ہمارے ہاں بعض الفاظ ایرانی تراکیب سے مختلف ہیں مثلاً ہم خوشبو کی جگہ خوشبودار اور ماہ کی جگہ ماہتاب بولتے ہیں ___ بعض قدیم الفاظ کا تمدنی تقاضوں کے تحت نیا مفہوم ہو گیا ہے:

فارسی (ایران)	اردو
پاسبان	(کانسٹیبل) Constable
پرستار	نرس
تیر	گولی
تیغ	بلیڈ
چاپ	فوٹو پرنٹ
خیابان	راستہ (سڑک)
دامن	سکرٹ Skirt
داور	امپائر Umpire
شلوار	پتلون
صفحہ	گراموفون، ریکارڈ
عکس	فوٹو
قہرمان	ہیرو
کفش	بوٹ
کلاہ	ہیٹ Hat
مسلسل	مشین گن

مندرجہ بالا نشان زدہ الفاظ (تیر، چاپ اور صفحہ) اپنے پرانے معنی میں بھی مستعمل ہیں بعض اردو کے الفاظ ایسے بھی ہیں جو ہیں تو مختلف لیکن ہیں فارسی نژاد یعنی اردو میں اور ایرانی فارسی میں الفاظ تو مختلف ہیں لیکن اردو الفاظ فارسی زبان

ہی سے تراشیدہ ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے ہاں فارسی زبان کی نشو ونما منفرد طریقے پر ہوئی ہے:

فارسی (ایران)	اردو
آبیاری	آبپاشی
باران	بارش
ترسو	بزدل
تگرگ	ژالہ
تماشاچی	تماشائی
تنبل	سست
تند	تیز
چادرنشین	خانہ بدوش
چاق	فربہ
خاکستری	سرمئی
خوش مزہ	مزیدار، بامزہ
زن ذلیل	زن مرید
رخت خواب	بستر
ژالہ	شبنم
سرشماری	مردم شماری
سرباز	سپاہی

فارسی (ایران)	اردو
سفت	سخت
شکارچی	شکاری
شہرنشین	شہری
کارگر	مزدور
کشاورز	کاشتکار
کشتی گیر	پہلوان
مادرزن	خوشدامن
نشانه	نشانی
نگران	پریشان
نمک پاش	نمکدان
هواپیما	طیارہ، جہاز
یخ	برف

کچھ عربی کے الفاظ ایسے ہیں جن کے مفہوم میں ایران میں اور ہمارے ہاں واضح فرق موجود ہے:

فارسی (ایران)	اُردو
تتبع	تحقیق
تشخیص	تعین
تصفیه	صفائی
تعمیر	مرمت

فارسی (ایران)	اردو
تکلیف	فرض
تمیز	صاف
حقوق	قانون
رعایت	احترام
سماجت	بے شرمی
فرصت	موقع
قسمت	شعبہ
قیام	بغاوت
مجال	فرصت
محلی	مقامی
محیط	ماحول، معاشرہ
معاون	نائب
وظیفه	فرض

ایرانی عربی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں' اُن کی جگہ ہم عربی الفاظ کے بجائے فارسی کے الفاظ بولتے ہیں۔

فارسی (ایران)	اردو
ابداً	ہرگز
اصلاً	ہرگز
دعوی	جنگ

فارسی (ایران)	اردو
لهجه	زبان

فارسی اور اردو میں ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے عربی کے دو مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں' یا مادہ ایک ہونے کے باوجود الفاظ کی ساخت میں فرق ہوتا ہے:

فارسی	اُردو
ابراز	اظہار
اثر	نتیجہ
اجباری	لازمی
احتیاج	ضرورت
اختراع	ایجاد
اذیت	تکلیف
ارتجاع	رجعت
ارتجالاً	فی البدیہہ
اشکالات	مشکلات
اظہار	بیان
افتخار	اعزاز
انتشار	اشاعت
انتصاب	تقرر
انتظار	توقع

فارسی (ایران)	اردو
اولیای امور	ارباب اقتدار
بدل نظر	تبادلۂ خیالات
تبریک	مبارک
تحصیلات	تعلیم
تخفیف	رعایت
تدافعی	دفاعی
ترتیبات	انتظامات
ترفیع	ترقی
تصویب	توثیق
تطور	ارتقا
تظاہرات	مظاہرات
تفاوت	اختلاف
تودیع	وداع
توضیح	وضاحت
توقیف	ضبط
تہاجمی	جارحانہ
تهیه	مہیا
تَسْلِیَتْ	تعزیت

فارسی (ایران)	اردو
جریانات	واقعات
حتماً	یقیناً
حوصلہ	ہمت
دولت	حکومت
رابطہ	تعلق
روحی	روحانی
رئیس	صدر
سالم	محفوظ
سبب	علت'وجہ
سطح	معیار
سلاح	اسلحہ
سنن	روایات
شخصی	ذاتی
شعر	شاعری
صمیمیت	خلوص
طبیعت	فطرت
عشایر	قبائل
عضو	رکن

فارسی (ایران)	اردو
عفونی	متعدی
عمومی	عامہ
عیناً	بعینہ
غالب	اکثر
فرصت	موقع
فعلی	موجودہ
فقط	صرف
فکاہی	مزاحیہ
فکری	ذہنی
فلات	سطح مرتفع
فلاحت	زراعت
کتبی	تحریری
کسب	حاصل
لحظہ	لمحہ
متخصّص	ماہر
متہم	ملزم
محتملاً	غالباً
محکم	مضبوط

فارسی (ایران)	اردو
محل	مقام
مزبور	مذکور
مسافرت	سفر
مشروب	شراب
معاون	نائب
معایب	عیوب
معتاد	عادی
معرفی	تعارف
مقایسہ	مقابلہ
مقررات	ضوابط
مقصر	مجرم
منظور	مقصد
مورد	موقع
موسسہ	ادارہ
موسس	بانی
موضوع	مضمون
موقتی	عارضی
مهم	اہم

فارسی (ایران)	اردو
ناظر	مبصر
نهضت	تحریک
واقعیت	حقیقت
وضع	حالت

مندرجہ بالا الفاظ میں: دعوی، تصنیف، تمیز، حوصلہ، جریان وغیرہ عربی کے الفاظ اردو میں زیادہ صحیح طور پر مستعمل ہیں۔

بعض معطوف الفاظ میں ان کے ہاں (ایران میں) اور ہمارے ہاں الٹ پھیر بھی نظر آتا ہے۔ ہم آمدورفت کہتے ہیں ایرانی رفت و آمد۔ ہم دل و جان ایرانی جان ودل ہم رنج وغم اور ایرانی غم ورنج وغیرہ کہتے ہیں۔

محاورہ کے استعمال میں بھی فرق ہے ہماری دعوت شیراز سے ایرانی ناواقف ہیں ہم ''دل رابدل راہ است'' کہتے ہیں اور ایرانی ''دل بدل راہ دارد'' کہتے ہیں۔ ہم ''چشم ماروشن دل ماشاد'' کہتے ہیں، ایرانی صرف ''چشم ماروشن'' کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں بسروچشم کہتے ہیں اور ایرانی بچشم یا چشم کہتے ہیں۔

ایران میں بعض جملے تکلف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً خواہش میکنم، لطفاً، بیزحمت، یہ تینوں ازراہ کرم یا Please کے معنوں میں ہیں۔ خواہش میکنم کے معنی وسیع ہیں یہ No mention اور Not at all کا متبادل بھی ہے۔

''اختیار دارید'' ایرانی حضرات وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں مخاطب سے نہایت ادب کے ساتھ اختلاف کرنا چاہتے ہوں۔ ایک شخص نے آپ سے اختلاف کیا تو آپ کہیں گے ''اختیار دارید''۔ اسی طرح بفرمائید Please کے معنوں میں ہے۔

یااللہ: کسی مہمان کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہو کے "یااللہ" کہتے ہیں اور اس وقت جب کسی کام میں عجلت درکار ہو یا کسی سے کھڑے ہو جانے کا تقاضا کرنا ہو تو ایسے موقعوں پر بھی یااللہ کہا جاتا ہے ___ "چرا" سے مراد کیوں کے علاوہ کیوں نہیں بھی ہے۔

☆☆☆☆

زبان ترکی اور فارسی زبان

پانچویں چھٹی صدی ہجری سے ترکی الفاظ بھی فارسی میں داخل ہونے گئے کیونکہ غزنوی اور سلجوقی حکمران ترکی النسل تھے۔ تیموری خاندان کا وزیراعظم میر علی شیر نوائی فارسی کے علاوہ ترکی میں بھی شعر کہتا تھا ___ اس کے باوجود کہ ایران کے صفوی حکمران وطن پرست تھے لیکن ان کے زمانے میں ترکی زبان کو بہت فروغ حاصل ہوا' چونکہ یہ خاندان آذربائیجان سے تعلق رکھتا تھا جہاں کی زبان ترکی تھی' اس لیے صفوی دور میں اکثر درباری اور فوجی اصطلاحیں ترکی تھیں۔ حکومت کے ارکان ترکی میں گفتگو کرتے تھے۔ خود شاہ اسماعیل صفوی بھی ترکی میں شعر کہتا تھا' خطائی تخلص رکھتا تھا۔

آج بھی ایران میں کچھ ترکی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جبکہ ان الفاظ کی جگہ ہم پاکستانی خالص فارسی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں:

اردو میں	فارسی میں
چمچہ	قاشق
دوری (پلیٹ)	بشقاب
ہم زلف	باجناق
ہنگامہ	شلوق

انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی کے شروع میں ایران میں ایک زبردست تحریک شروع ہوئی تھی' اس تحریک کا مقصد فارسی زبان کو اجنبی الفاظ سے پاک کرنا تھا۔ اس تحریک سے شوریدہ شیرازی، بہار، دھخدا اور رشید یاسمی بھی متاثر ہوئے۔ ۱۸۸۴ء میں مرزا احمد رضا خان افشا بکشلو غزوینی نے ایک کتاب استامبول میں چھپوائی، اس کتاب میں خالص فارسی کے الفاظ استعمال کیے گئے مثلاً وخشور (سفیر کبیر) دھناو (نظم و ترتیب) وغیرہ۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ابوالقاسم خان آزاد مراغی کا ''نامۂ پارسی'' رسالہ ہے جو مشروطیت کے آغاز میں دو سال جاری رہا۔ اس میں جو مضامین اور اشعار چھپتے تھے ان میں ایک لفظ بھی عربی کا استعمال نہیں ہوتا تھا ___ لیکن یہ اجتہاد کامیاب نہیں ہوا۔ بعض پختہ کار ادیب مثلاً علامہ محمد خان قزوینی نے اس روش کی سخت مذمت کی تھی۔

رضا شاہ کے دور حکومت میں فارسی سرہ کی تحریک کو بہت تقویت ملی۔ ۱۹۳۱ میں نمکدان رسالہ فارسی سرہ میں شائع ہوا۔ تین سال بعد ایران باستان کے نام سے ایک روزنامہ جاری ہوا۔ فارسی سرہ کی تحریک میں سید احمد کسروی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ وہ اس سلسلہ میں خاصے انتہا پسند تھے۔ زبان کی توسیع کے سلسلہ میں کسروی کا ایک مفید مشورہ یہ رہا ہے کہ فارسی میں پیشوند اور پسوند سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ اپنی کتاب کاف نامہ میں انہوں نے حرف ''کاف'' کی غیر معمولی قدرت کا ذکر کیا ہے۔ حرف کاف سے بہت سے نئے الفاظ بھی بنائے جا سکتے ہیں مثلاً خوراک خور سے اور پوشاک پوش سے ممکن ہے تو آموز سے آموزاک اور نویس سے نویساک بھی وضع کیے جا سکتے ہیں۔

۱۹۳۵ میں فروغی اور علی اصغر حکمت کی تجاویز کے مطابق ملک کے دانشوروں پر مشتمل ایک اکیڈمی اس غرض سے بنائی گئی کہ وہ عصری تقاضوں کے مطابق نئے الفاظ وضع کرے اور زبان کی آرائش و پیرائش کی طرف توجہ دے، قدیم کتابوں کی تلاش اور طباعت و مفید کتابوں کا ترجمہ اور شاعروں اور ادیبوں کی سرپرستی بھی اس ادارے کے ذمہ تھی۔ اس اکیڈمی کا نام فرہنگستان تھا۔

فرہنگستان: ''فر'' کے معنی شان و شوکت کے ہیں اور ''ہنگ'' فارسی باستان کا لفظ ہے جس کے معنی قصد، نیت، قدرت، وقار اور ہوشیاری کے ہیں۔ فرہنگ کے معنی دانش و ادب کے ہیں۔ ''ستان'' کے معنی جگہ کے ہیں اور فرہنگستان کے معنی ہیں دانش گاہ کے یا انجمن اہل علم و دانشوران کے ہیں ___ فرہنگستان نے ۹ سال تک ادب کی خدمت کی، اس کے بعد اس کی سرگرمیوں کا خاتمہ ہو گیا۔

☆☆☆

جدید فارسی زبان میں نئے الفاظ یا تراکیب

باز....

بازرس	انسپکٹر
بازنشستہ	Retired جو شخص ملازمت کا عرصہ مکمل کر چکا ہو
بازنشستگی	ملازمت سے سبکدوشی
بازجوئی	تفتیش
بازگشت	نشأۃ ثانیہ، احیا

ہم.....

همکار	ساتھی
همکیش	ہم عقیدہ
همدمی	ہمدردی

دار......

شهر دار	میر، رئیس بلدیہ
کتاب دار	Librarian ناظم کتاب خانہ
دریادار	امیرالبحر (درجہ سوم)
کاردار	ناظم الامور
صندوق دار	خزانچی
باردار	حاملہ
مهمان دار	میزبان

نا.....

ناشناس	اجنبی
ناهنگام	بےموقع
نادرست	بےایمان
ناراحت	پریشان

بان....

دریابان	امیرالبحر (درجۂ دوم)
شہربان	پولیس
شہربانی	پولیس کامحکمہ

گاہ....

پایگاہ	اڈہ
زایش گاہ	Maternity Home
	زچہ گاہ، زچہ خانہ
ایستگاہ	اسٹیشن
آزمائش گاہ	Laboratory تجربہ گاہ
فروشگاہ	دوکان
درمانگاہ	Clinic
دانشگاہ	یونیورسٹی
فرودگاہ	ہوائی اڈہ
باشگاہ	کلب

مند....

ھنرمند	فنکار
کارمند	کلرک
دانشمند	عالم، دانشور

ستان

بیمارستان	ہسپتال
تیمارستان	پاگل خانہ
دبیرستان	ہائی سکول
شہرستان	ضلع
کودکستان	بچوں کا سکول

فروشی...

سَقط فروشی	تھوک کی دکان
خردہ فروشی	پرچون کی دکان

دانش....

دانشیار	لیکچرر
دانشجو	طالب علم
دانشکدہ	کالج
دانشگاہ	یونیورسٹی

کار.....

جنایت کار	مجرم
بزہ کار	مجرم
بدہ کار	قرضدار
بستانکار	قرضخواہ

ورزشکار	کھلاڑی Athletic
محافظہ کار	قدامت پسند
تبہ کار	لٹیرا
تازہ کار	جدت پسند

شناس...

روان شناس	ماہرنفسیات
خاورشناس	مستشرق
زبان شناس	ماہرلسانیات
صوت شناس	ماہرصوتیات
کارشناس	ماہر(متخصص)

سنج...

برق سنج	بجلی کا میٹر
گرماسنج	تھرمامیٹر
ھواسنج	بیرومیٹر

یار....

دانشیار	لیکچرر
دستیار	اسسٹنٹ
پزشکیار	کمپاؤنڈر

نویس.....

نویس.....	دست نویس	قلمی نسخہ
	تند نویس	اسٹینوگرافر
	خودنویس	پین Fountain Pen

نامہ.....

اساسنامه	آئین
مرام نامه	منشور
شناسنامه	شناختی کارڈ
گذرنامه	پاسپورٹ
برنامه	پروگرام
گواهی نامه	سرٹیفکیٹ
پایان نامه	تحقیقی رسالہ، Thesis
سالنامه	Yearbook

خانہ.....

کتاب خانه	لائبریری
قرأت خانه	کتابیں پڑھنے کا کمرہ Reading Room

سر.....

سرکنسول	قونصل جنرل
سردبیر	چیف ایڈیٹر
سرتیپ	بریگیڈیر
سردست	کف
سرہنگ	کرنل

کن.....

جادہ صاف کن	بلڈوزر
صداضبط کن	Tape Recorder (صدابند)
مداد پاک کن	ربڑ
ماھوت پاک کن	کپڑوں کا برش

بین.....

دوربین	کیمرہ
خوش بین	رجائیت پسند
بدبین	قدامت پسند

صورت.....

صورت حساب	بل Bill
صورت غذا	مینو
صورت نویس	فہرست بنانے والا

زیر.....

زیرپوش	شمیز
زیرپیرھن	بنیان

جو.....

دانشجو	طالب علم
ماجراجو	طالع آزما
خبرجو	جاسوس

نما.....

دورنما	کھلا منظر
سالنما	کیلنڈر
رھنما	گائیڈ

پیش.....

پیش آھنگ	سکاؤٹ
پیش بند	Apron (پیش بند)
پیش نھاد	قرارداد
پیش نویس	مسودہ

دبیر کا لفظ سیکرٹری اور سیکنڈری سکول کے استاد کے لیے بھی مستعمل ہے۔

آمار قدیم لفظ ہے جو اعداد و شمار کے لیے اب استعمال ہوتا ہے۔

بد کے معنی سردار کے ہیں مثلاً موبد (یعنی مُغ بد۔ یعنی مغوں کا سردار، مغ زرتشتی مذہبی پیشوا کو کہتے تھے)

☆☆☆

فرانسیسی الفاظ جدید فارسی میں

جس طرح عربی اور ترکی الفاظ فارسی میں در آئے اسی طرح مغرب سے تعلقات کی بنا پر مغربی الفاظ خاص طور پر فرانسیسی الفاظ بھی فارسی زبان میں شامل ہو گئے تھے کہ (ایک عہد میں فرانس ایران پر غالب رہا تھا) مثلاً

فارسی	ترجمہ
آدرس	پتا
اپارتمان	فلیٹ
اتم	ایٹم
اتوبوس	بس
ارکست	آرکسٹرا
استیل	اسٹائل Style
اسکناس	کرنسی نوٹ
املت	آملیٹ
انرژی	قوت
باطری	بیٹری
بانک	بنک
بسکویت	بسکٹ
بلیط	ٹکٹ

فارسی	ترجمہ
بنزین	پٹرول
بودجه	بجٹ
بیولوژی	حیاتیات
پاکت	لفافہ
پالتو	اوورکوٹ
پروژه	پراجیکٹ
پست	ڈاک
تابلو	تصویر، بورڈ
تاکسی	ٹیکسی
تراکتور	ٹریکٹر
ترمز	بریک
تلفون	ٹیلیفون
تلگراف	تار
تلویزیون	ٹیلی ویژن
تن	ٹن
تیاتر	تھیٹر
چک	چیک
دسر (Dessert)	میٹھی ڈش
رادیو	ریڈیو

فارسی	ترجمہ
رپورتاژ	رپورٹ
رکورد	ریکارڈ
رمان	ناول
روبان	ربن
ژاکت	جیکٹ
سالن	ہال
ساندوچ	سینڈوچ
سنا	سینیٹ
سوپ	شوربا
سودا	سوڈا
سیستم	سسٹم
سیگار	سگریٹ
شانس	اتفاق(Chance)
شکلات	چوکلیٹ
شیمی	کیمسٹری
فامیل	خاندان
فرم	فارم،اشائیل
فزیک	فزکس
فناتیک	متعصبFanatic

فارسی	ترجمہ
فیدراسیون	فیڈریش
فیلم	فلم
کارت	کارڈ
کافہ	کیفے
کانال	نہر
کت	کوٹ
کراوات	ٹائی
کرم	کریم، بالائی
کمیسیون	کمیشن
کنترل	کنٹرول
گاراژ	گیرج
گارسن	بیرا
گاز	گیس
گالون	گیلن
گیلاس	گلاس
لامپ	چراغ
لیوان	گلاس
ماساژ	مالش
ماشین	موٹر

ترجمہ	فارسی
نہانے کا لباس	مایو
میٹر	متر
تمغہ	مدال
ماڈرن	مدرن
شکریہ	مرسی
انجن	موتور
عجائب گھر	موزہ
موسیقی	موزیک
نمبر	نمرہ
ریل کا ڈبہ	واگون
ہوٹل	ھتل

مغربی الفاظ کے ساتھ اضافت کے استعمال میں خاصی بے تکلفی برتی جاتی ہے مثلاً پروژہای عمرانی، (ترقیاتی منصوبے)، مد پارس، پیرس کا فیشن۔

لفظ پاجامہ برصغیر میں وضع کیا گیا تھا جو لغوی اور ترکیبی اعتبار سے خالص فارسی کا لفظ ہے، یہاں سے یہ یورپ میں Pyjamas کی صورت میں پہنچا اور ایرانیوں نے پیژامہ کی صورت میں اپنا لیا بعض ایرانی پاجامہ اور پیجامہ بھی کہتے ہیں۔

جدید فارسی میں دو ایک لفظ ہندی کے بھی رائج ہیں۔ یوں تو ہندی کے متعدد الفاظ فارسی میں داخل ہوئے جن میں انبہ، نارگیل، جوگی وغیرہ ہیں۔ لیکن عام بول چال میں صرف دو ایک لفظ ہی ہیں۔ ان میں ایک "پنکہ" جو بجلی کے پنکھے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور "ایک گاری" جو ایک خاص قسم کی گھوڑا گاڑی کے لیے مستعمل ہے۔

☆☆☆

عربی کا اثر فارسی پر

عربی کا اثر فارسی پر اسقدر گہرا ہے کہ باوجود اس کے کہ اب نئے فارسی الفاظ وضع کر لیے گئے لیکن پھر بھی عربی کے الفاظ مستعمل ہیں مثلاً

عربی	فارسی
تمایل	گرایش
سابقہ	پیشینہ
شفاھی	زبانی
مستخدم	خدمت گزار
تجہیزات	ساز و برگ
توزیع	بخش کردن، قسمت کردن
ساحل	کنارہ
مریض	بیمار
ورود	درآمد

فارسی میں <u>یٰ</u>

جدید فارسی میں صرف یائ معروف ہے' ایران کی قدیم زبانوں میں یائ مجہول بھی تھی ۔ عربوں کے حملہ کے بعد جب ایران میں عربی رسم الخط رائج ہوا تو نئے رسم الخط میں واؤ مجہول اور یائ مجہول کے لیے معین حروف موجود نہیں تھے چنانچہ معروف اور مجہول کا فرق آہستہ آہستہ مٹ گیا۔

مصوت دوتائی (Diphthong) (دوحروف علت سے مرکب آواز):

مصوت اصلی کے علاوہ فارسی میں مصوت دوتائی بھی ہیں فارسی مصوت مرکب (دوتائی) صرف دو ہیں۔ ایک OU سے بنتا ہے اور اس کا تلفظ OW سے مشابہ ہے، اس کی علامت 'وْ' ہے۔ مثلاً

نو، رو، جوشن، کوکب، روشن۔

دوسرا مصوت مرکب i.e سے مرکب ہے۔ اس کا تلفظ انگریزی ai سے ادا ہوتا ہے۔ فارسی میں اس کی علامت ''یْ'' ہے جیسے:

می، دی، ری، کی، کیخسرو میں ''یْ'' ہے

صامت:

مصوت کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ اس کے تلفظ میں پھیپھڑوں سے لبوں تک ہوا کے راستے میں کہیں رکاوٹ نہ ہو۔ اس کے مقابلہ میں بعض اصوات کا تلفظ کرتے وقت ہوا کے راستے میں کہیں نہ کہیں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، ایسی اصوات کو صامت کہتے ہیں۔ فارسی میں مصوت اصلی تو صرف چھ ہیں لیکن صامت اصلی بہت زیادہ ہیں۔ صامت کی دو قسم ہیں: حروف آوائی، حروف بے آوائی (بے صدا)

فارسی میں ب، ج، ز، ژ، گ، م، ن، حروف آوائی ہیں۔

ا، پ، ت، ک، ش، چ، ف، حروف بے آوائی ہیں۔

حروف آوائی کا تلفظ فارسی میں حروف بے آوائی کی نسبت خفیف تر ہے۔

فارسی حروف بے آوائی کا تلفظ اردو کے حروف سے مختلف ہے۔ مثلاً 'پ' P کے بجائے Ph یا ہندی پھ سے قریب ہے اس طرح ک، ت، چ میں H کی آواز سننے میں آتی ہے۔ مثلاً اگر کتاب کو لاطین میں لکھیں تو Khethab۔

ایرانیوں نے عربوں سے ث، ح، ص، ض، ط، ظ، ع اور ق لیے ہیں' پہلوی میں ان کا وجود نہیں تھا لیکن یہ حروف فارسی زبان کے مزاج سے بہت حد تک ہم آہنگ نہیں ہو سکے۔ چنانچہ آجکل ت اور ط، س اور ص' ح اور ہ میں اور ع اور غ میں کم ہی فرق کیا جاتا ہے۔ ایرانی ق کو غ کے مانند تلفظ کرتے ہیں۔

حملۂ مغول سے پہلے جب عربی ثقافت کا اثر بہت گہرا تھا ایران کے ثقافتی مراکز اصفہان اور ہرات وغیرہ میں مذکورہ مخصوص عربی حروف کا تلفظ عربوں کی طرح ادا کیا جاتا تھا۔ اب صرف ایرانی کردستان میں یہ تلفظ باقی ہے۔

تشدید بھی فارسی زبان کے مزاج کے مطابق نہیں۔ قدیم فارسی الفاظ میں حروف مشدد کم ہیں۔

برہ، کرہ اور درہ وغیرہ کو ایرانی تخفیف کے ساتھ بولتے ہیں۔

ن غنہ:

یہ صوت بقول بہار ۸۰۰ ہجری تک خراسان میں موجود تھی' جواب ناپید ہے، لیکن ہماری اردو میں فارسی کے متعدد الفاظ میں نون غنہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی ہماری صوتیات قدیم ایرانی صوتیات سے مشابہ ہیں۔

خو Khaw:

یہ صوت (آواز) قدیم ایران میں موجود تھی۔ آج صرف کرد صحیح تلفظ کرتے

ہیں۔خو کی واو کو معدولہ کہا جاتا ہے لیکن اب تلفظ میں ساکن رہتی ہے۔نئی الفاظ میں اسے حذف کر دیا گیا ہے۔مثلاً خراسان دراصل خورآسان تھا۔

ہائے غیر ملفوظ یا ہائے مختفی وہ ''ہ'' ہے جو لکھی جاتی ہے پڑھی نہیں جاتی۔ یہ ''ہ'' ہمیشہ الفاظ کے آخر میں آتی ہے اور درحقیقت ''ک'' کی جانشین ہے۔اسلام سے پہلے فارسی میں بہت سے ایسے الفاظ تھے جن کے آخر میں ''ہ'' کے بجائے کاف لکھا جاتا تھا مثلاً بندہ کو بندک' نامہ کو نامک اور ستارہ کو ستارک لکھا جاتا تھا۔اب بھی یہ الفاظ جمع کی صورت میں قدیم ''ک'' کی یاد دلاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں ہای غیر ملفوظ ''گ'' میں بدل جاتی ہے مثلاً بندہ سے بندگان اور ستارہ سے ستارگان بنائے جاتے ہیں۔

☆☆☆

فارسی عامیانہ

صوتیات کے ماہرین کا خیال ہے کہ مصوت اصوات' صامت اصوات کی نسبت زیادہ صدادار ہیں۔ایران میں مصوت اصوات کا زیادہ استعمال اس بات کا آئینہ دار ہے کہ وہ اپنے لہجہ کو زیادہ صدادار بنانا چاہتے ہیں۔اس کے علاوہ مصوت اصوات کے اندر موسیقی کا عنصر بھی غالب ہے۔

ایران میں دوسرا رجحان اختصار ہے' ایرانی بولتے وقت بہت سے حروف و اصوات کو حذف کر دیتے ہیں یعنی زبان کو سبک اور روان بنانے کی وجہ سہل انگاری بھی ہے، جیسے انگریزی میں Know کے تلفظ میں K کو حذف کرنا اسی رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔میگوئی کو میگی ،میگویم کو میگم بولتے ہیں :U مصوت حذف کر دیا گیا۔

U کو O سے بدل دیتے ہیں۔

خوب کو خب بولتے ہیں۔

اسی طرح e کو i سے بدل دیتے ہیں:

کوچَک کو کوچیک اور آتَش کو آتیش بولا جاتا ہے۔

ہوا گرم است کو ہوا گرمہ۔ خوب است کو خوبہ بولتے ہیں۔

علامتہائے جمع ''ہا'' و ''آن'' کو الف سے بدل دیتے ہیں۔ کفشہا کو کفشا اور ''شاگردان'' کو ''شاگردا'' بولتے ہیں۔

و: جن افعال کے صیغوں میں ''و'' صامت کے طور پر آتی ہے حذف کر دی جاتی ہے۔ میروی کو میری بولتے ہیں اور میرویم کو میریم بولتے ہیں۔

اگر دو حرف ساکن ایک جگہ استعمال ہوں تو ان میں سے آخری حرف کو حذف کر دیتے ہیں۔

ت: دست کو دس، گفت کو گف بولتے ہیں

ن: ''ش سے پہلے'' ن بعض جگہ حذف ہو جاتا ہے۔

بنشین کو بشین اور نمی نشینم کو نمی شینم کہتے ہیں۔

ک: اگر یہ حرف ی کے بعد آئے تو ہ میں بدل جاتا ہے۔ ''یک'' کو ''یہ'' بولتے ہیں۔

حرف جر میں سے بہ کا استعمال بہت کم ہے۔

رفتم بمنزل کو رفتم منزل کہتے ہیں۔

ادبی اور عامیانہ بول چال

ادبی	عامیانہ
اورا	اونو
ترا	ترد
شمارا	شماھارو
مارا	ماھارد
مرا	منو

☆☆☆

عصر حاضر میں املائے فارسی

تلفظ اور تحریر میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے عصر حاضر کے ایرانی علماء نے مندرجہ ذیل فیصلے کیے ہیں:

(الف) اسمٰعیل، مبتلیٰ کو اسماعیل اور مبتلا لکھا جائے۔

(ب) جو دو کلمات بیک وقت باہم بولے جاتے ہیں ان کو جدا جدا نہ لکھا جائے مثلاً، صاحبدل، کاروانسرا اور گلبرگ لکھا جائے۔ صاحب دل، کاروان سرا اور گل برگ نہ لکھا جائے۔

(ج) کئی کلمات دو شکلوں میں لکھے جاتے ہیں اور دونوں صحیح ہیں شب پرہ، شپرہ۔

(د) اگر مرکب کلمے کا دوسرا جز "آ" سے شروع ہو تو اس ترکیب میں الف کے اوپر جو مد ہے حذف ہو جاتی ہے۔ دلاویز، دلارام، [illegible]۔

(ہ) بدین، بدان، بدد، بدینان، بدانان میں حرف ''ب'' متصل لکھنا چاہیے۔اسی طرح فعل کے ساتھ ''ب'' کا سابقہ متصل ہوگا۔بگویم، برو، بگفت لکھیں گے بہ گویم، بہ رواور بہ گفت نہیں لکھیں گے۔

(ز) جب فعل ''آ'' کے ساتھ شروع ہواور''ب'' لگ رہی ہوتو''آ'' حذف ہو جاتا ہےاور''ی'' لگ جاتی ہے جیسے بیامد، بیاراید۔

(ح) جس کلمے کے ساتھ یای نکرہ، یای وحدت، یای نسبت وغیرہ لگائی جائے اگراس کا آخری حرف صامت ہےتو یہ''ی''اس کے ساتھ جوڑ دی جائے گی اوراس کا تلفظ بھی''ی'' کا ہوگا۔

راہی جستم، اسپی خریدم، سیاہی وسفیدی۔

لیکن اگرکلمہ الف یا واوَ ممدودیایای ملین یاھاپر ختم ہوتا ہوتو یای الحاقی سے پہلے ایک اور''ی'' بڑھائی جاتی ہے۔

دانایی کہ بانادان ستیزد

کتب زیبایی خریدیم

ناجویی، خوشخویی

خانہ یی خریدم خواجہ یی آمد

دانائی اورزیبائی لکھنا غلط ہے چونکہ یہ ھمزہ نہیں بلکہ مختصر''ی'' کا نشان تھا جو قدیم زمانہ میں''ء'' کی شکل میں لکھ دیا کرتے تھے اب ایران میں اس التباس کوختم کرنے کے لیے مکمل''یا'' لکھ دیتے ہیں جیسے دانایی، زیبایی لکھا جاتا ہے۔

ضمائر یا افعال رابطہ وغیرہ

(الف) اند۔ای۔اید۔ام۔ایم کو پیوند لگنے والے کلمے کے (سوائے ہائے ملفوظ کے) ساتھ ملا دیتے ہیں جیسے: ہمدمند۔ہمبازم۔

(ب) اگر پیوند لگنے والا حرف ہائے ملفوظ ہو تو جڑنے والے حروف کو کلمے سے الگ لکھا جاتا ہے اور اند، ام کو اسی شکل میں لکھتے ہیں جیسے فرزانہ ام۔افتادہ ام۔

(ج) اگر کلمہ پیوند نہ لگنے والے حرف پر منتہی ہو اور وہ حرف د ذ ر ز ژ یا واو ملین ہو تو رابطہ کا ہمزہ گرا دیا جاتا ہے۔ایشان آزادند۔برادرید۔

(د) اگر کلمے کا آخری حرف الف یا واو ہو تو رابطہ کا ہمزہ "یا" میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

دانایند۔زیبایند۔

نیکویند، آبرویم، درگفتگویم۔

(ھ) عربی حروف فارسی کلمات میں:

مندرجہ ذیل فارسی الفاظ کو معرب کر کے ان میں عربی حروف داخل کر دیئے گئے تھے۔

اصطخر، اصفہان، بسطام، شصت، شطرنج، صد، صندلی، طارم، طہران، طہماسب، قلیان وغیرہ۔

(و) اتصال "است":

"است" اگر کسی ایسے کلمے سے جوڑا جائے جس کے آخر میں الف یا واؤ آئے تو اس کا الف گر جاتا ہے۔

''صورت آن زیباست''۔ ''نیکوست''۔ ان کو زیبا است اور نیکو است لکھنا غلط ہے۔

لیکن اگر کلمہ الف یا واؤ پر ختم نہیں ہوتا ہو تو اصلی شکل قائم رہے گی جیسے بنداست، چنداست۔

(ز) ہای مختفی یا ہای غیر ملفوظ:

اگر کلمہ ذی روح' ذی عقول اسم ہے اور اس کے آخر میں ہای مختفی ہے تو جمع بناتے وقت یہ ''ہا'' گ میں بدل جائے گی اور علامت جمع ''ان'' لگ جائے گی جیسے دیوانہ سے دیوانگان۔

(ح) اگر ہای مختفی پر ختم والا اسم بے روح اور غیر ذی عقول ہے تو اس کی ہا گر جاتی ہے اور اس کے ساتھ ''ھا'' جمع کی علامت لگ جاتی ہے۔

دانہ' خانہ کو دانھا' خانھا لکھا جاتا ہے۔

(ط) ہای مختفی پر ختم ہونے والے الفاظ کے ساتھ جب یای نکرہ یا ضمیر لگائی جائے تو ایک الف کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے: خوابہ ای۔ خانہ ای۔ بیچارہ ای۔

☆☆☆☆☆

کتابیات

۱. ابراھیم پورداؤد، مقدمہ برھان قاطع۔
۲. انجو شیرازی، مقدمہ فرھنگ جھانگیری، جلد اول۔
۳. بھار، سبک شناسی۔
۴. پرویز ناتل خانلری، زبان شناسی و زبان فارسی۔
۵. تاریخ فخری۔
۶. دھخدا، لغت نامۂ دھخدا، جلد اول۔
۷. زھرہ زرشناس، میراث ادبی روایی در ایران باستان۔
۸. صفا، تاریخ علوم و ادبیات ایرانی۔
۹. عمید، فرھنگ عمید۔
۱۰. ڈاکٹر محمد جعفر یاحقی و ڈاکٹر محمد مھدی ناصح، راھنمائی نگارش و ویرایش۔
۱۱. محمد معین، مقدمہ برھان قاطع۔
۱۲. نظام الملک طوسی، دستور الوزرا۔

اشاریہ